خلافتِ راشدہ کا مالیاتی نظام اور اسلامی معاشرے پر اس کے اثرات کا تحقیقی جائزہ

A Research study of the financial system of Khilafaty Rashidah and its impact on Islamic society

Dr. Mahmood Ahmed
Assistant Professor Islamic Studies, NCBA.

Prof. Dr. Abdul Latif Hubshi
Principal Govt. Boys Degree College Jhuddo.
Email: abdullatiftjm@gmail.com
<http://orcid.org/0009-0002-4973-282X>

Dr. Khawar Anjum
Chief Executive, Nobel Herbel Products Private Limited
Email: khawaranjum373@gmail.com
<http://orcid.org/0009-0000-4597-566X>

Received on: 22-07-2023

Accepted on: 27-08-2023

Abstract

After the passing away of the Caliphate of Rashida Muhammad, Hazrat Abu Bakr Siddique, Hazrat Umar Farooq, Hazrat Uthman Ghani and Hazrat Ali Murtaza, after the departure of the Caliphate of Muhammad (PBUH), Hazrat Abu Bakr Siddique, Hazrat Umar Farooq, Hazrat Uthman Ghani and Hazrat Ali Murtaza, Hazrat Hasan's caliphate is called caliphate. The total duration of this era is thirty years in which Abu Bakr Siddiq is the first and Ali is the last caliph, six months of the caliphate of Hasan are counted in the caliphate of Ali as per the opinion of Jamahur Salaf. The most prominent feature of this era was that it was a system of government based on the Qur'an and Sunnah. The era of Ameerul Momineen, Caliph Khilafat Rashidah is very important in the sense that during this period Islamic teachings were followed and the government was in accordance with the principles of Islam. This is also the era of Islamic conquests. And in Islam, events like the Battle of Jamal and the Battle of Safin also occurred. In this article, the writer has discussed the financial system of the Rashidah Caliphate and its effects on the Islamic society.

Keywords: Financial System, Khilafaty Rashidah, Islamic Society, prominent feature

تعارف:

خلافت کے لغوی معنی جانشینی، امام، پیروی کے آتے ہیں۔ اصطلاحاً خلافت سے مراد وہ شخص مراد ہوتا ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ان کی جگہ پر کام کرنے کا موقع دیا گیا ہو۔¹

آپ ﷺ نے عبادات و معاملات اور حقوق اللہ و حقوق العباد کے تحفظ کے سلسلہ میں جس قدر ہدایات دی ہیں، صحابہ کرام و خلفاء عظام نے ان کو ہمیشہ پیش نظر رکھا اور امت کی نگہبانی انہی حدود و خطوط کے اندر فرمائی۔ اقامتِ اسلام، نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ کے علاوہ خلق اللہ اور مفادِ عامہ کے تمام احکام انہوں نے انجام دیئے۔ کاشتکاروں کے ساتھ مراعات غیر مسلم رعایا و ذمی کے حقوق مال گزاری، خراج و جزیہ میں اصلاحات و رعالیاتِ زمانہ قح و افلاس میں اقتصادی و معاشی ضروریات کی بہم رسانی، وظیفہ عام اور اقامتِ حدود و قضاة و ولایة کا تقرر عدل و انصاف کی ہمہ گیری عمال کا عزل و نصب امانت و دیانت، ضعیف و قوی کے حقوقِ عامہ میں مساوات، بیت المال کی حفاظت اور دیگر صدہا مقاصدِ عالیہ کے لیے خلفاء راشدین نے اپنی پوری زندگی وقف کر دی۔ مقالہ نگار نے اس آرٹیکل میں خلفاء راشدین کی زندگی کے انہی واقعات اور کارناموں کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کا تعلق خلافتِ راشدہ کا مالیاتی نظام اور اسلامی معاشرے پر اس کے اثرات کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے امید ہے کہ محقق حضرات ان واقعات کو پڑھ کر اس کی تصدیق کریں گے کہ ان خلفاء راشدین نے انسانیت نوازی و رعایا پروری میں حضور ﷺ کی دی گئی تعلیم کے ارشادات کی بڑی سرگرمی و مستعدی کے ساتھ تعمیل و تکمیل کی اور بڑی حد تک نیابت اور قائم مقام فرمائی اور لقبِ خلافت کے بالکل بجا طور مستحق قرار پائے۔ بلاشبہ خلفاء راشدین نے دینی و دنیاوی قومی و شخصی اور ملکی و سیاسی مقاصد و مصالح کی تکمیل و ترقی کے لیے اپنی وسیع ذمہ داریوں کو حتی الوسع ادا کیا۔

نظم مسائل کے لیے انعقادِ خلافت ضروری ہے:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل دنیا کے معاملات کی تولیت اور حفاظت خلیفہ کے اہم فرائض میں داخل ہے اس لیے کہ اللہ کی مخلوق بظاہر منفرد ہے۔ لیکن احتیاجاً ایک دوسرے کے ساتھ اس قدر وابستہ ہیں کہ زندگی اجتماعی گزارنی پڑتی ہے تاکہ اختلافات و نزاع کے پیدا شدہ مسائل اس کے پاس طے ہو جایا کریں۔ اسی لیے ایک حدیث مبارکہ میں نبی ﷺ نے فرمایا: کہ اگرچہ تین آدمی بھی کسی سفر میں ہمراہ چل رہے ہوں تو ضروری ہے کہ اپنے میں سے کسی کو امیر منتخب کر لیں۔²

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ حضور ﷺ نے فرمایا: کہ کسی گوشہ میں اگر صرف تین آدمی آباد ہوں تو اس اجتماعِ قلیل میں بھی لازم ہے کہ اپنے میں سے کسی کو اہل دیکھ کر اپنا سردار متعین کر لیں۔³

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ان احادیث کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ جب عارضی سفر اور قلیل ترین آبادی میں ایک شخص کا امیر بنانا لازم ہے تو دوسرے تمام چھوٹے بڑے اجتماعات کے لیے رئیس و امیر کا انتخاب بدرجہ اولیٰ ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو فرض فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ اس کا نفاذ بلا امیر شرعی کے ممکن نہیں۔ اسی طرح مظلومین کی رعایت اور مجرمین پر اقامتِ حدود وغیرہ بھی بلا سلطان و امیر کے ممکن نہیں ہے۔ اسی واسطے کہا گیا ہے ستون سنة من امام جائز اصلح من لیلۃ بلا سلطان والتجربة تبیین ذالک یعنی اگر سلطان ظالم ہو تو ساٹھ برس اس کے ظلم میں رہ کر گزارنا بہتر ہے لیکن وہ ایک رات ہے جس میں کوئی سلطان نہ ہو اور طوائف الملوکی اور انتشار و بد نظمی میں پھیلی ہوئی ہو۔ امام ابن تیمیہ چاہیہ فرماتے ہیں کہ تجربات اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ بد

نظمی اور خود سری کے دور میں اللہ کے بندوں کا کس قدر خون خرابہ ہوتا ہے اور کس قدر اور کس قدر جان و مال پر تباہیاں و بربادیاں آتی ہیں، ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ امیر کا تقرر و انتخاب دین اور قربتِ الہی کا ذریعہ سمجھ کر نیک نیتی سے کر لینا اہل اسلام پر لازم ہے۔⁴

خلافتِ شوریٰ کا نظام:

خلافت کا شورائی اور خلیفہ کا انتخاب اور اسی طرح خلافت کا سارا نظام و امر ہم شوریٰ منہم یعنی مسلمانوں کے تمام کام باہم مشورہ سے طے پایا کریں گے۔ جیسے فرمایا: لا خلافة الا لمن مشورۃ⁵

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولوالامر خلیفہ وقت کے لیے مشورہ سے کام لینا لازم ہے۔ قرآن مجید میں خود حضور ﷺ کے لیے حکم ہے "وشاورہم فی الامر" آپ معاملات میں اپنے لوگوں سے مشورہ کر لیا کریں۔⁶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کے مشورہ کے متعلق فرماتے ہیں لم یکن احد اکثر مشاورۃ ، الصحابہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "یعنی آنحضرت سلم نے جس طرح بکثرت اپنے احباب سے مشورہ لیا ہے اس قدر کسی نے اپنے رفقاء سے مشورہ نہ لیا ہو گا۔ جب آنحضرت ﷺ نے جن پر خطا و صواب کے اظہار کے لیے آسمان سے وحی آسکتی تھی مشورہ کے بعد اصحاب کی رائے کا پتہ لگایا تو نبی ﷺ کے خلفاء کے لیے مشوروں سے کام کرنا اور بھی اشد ضروری ہے خلیفہ اور امیر پر لازم ہے کہ ہر ایک کی رائے معلوم کرے کس کی رائے کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ سے زیادہ موافق نظر آئے اسے قبول کرے۔⁷

الحمد للہ تمام خلفاء راشدین نے نظام خلافت میں تمام واقعات و پیش آمدہ حوادث میں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ سے رہنمائی حاصل کرنے میں اور اپنے اصحاب و رفقاء کی رائے معلوم کرنے میں ہمیشہ سعی جمیل فرمائی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت بھی اسی طرح گزرا۔ شخصی جبر و استبداد سے ہرگز کوئی مسئلہ طے نہ فرماتے بلکہ اصحاب کو جمع کر کے فرماتے ہیں کہ: انافی کذا و کذا فہل علمتم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی فی ذالک بقضاء الخ" یعنی ایسا معاملہ درپیش ہے کیا تم میں سے کسی کو معلوم ہے کہ اس طرح کے معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے کوئی فیصلہ دیا ہے؟⁸

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں تمام پیش آمدہ مسائل مجلس شوریٰ میں ہی طے پاتے تھے پوری طرح مشورہ اور مباحثہ کے بعد کثرت رائے یا اتفاق آراء سے اہم قومی و ملکی اور سیاسی و اقتصادی اقدامات کا فیصلہ ہوتا تھا۔ اس میں حضرت عثمان، حضرت علی حضرت عبدالرحمان بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت زید بن ثابت ابی بن کعب رضوان اللہ علیہم وغیرہ موجود تھے۔ ان کے بعد خلفاء حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی، حضرت عمر بن عبدالعزیز کی زندگی بھی اسی کے مطابق گزری۔ ان سب نے انصار و مہاجرین کے اجملہ صحابہ کے مشوروں کی پابندی کی ہے۔⁹

خلیفہ و سلطان میں امتیاز:

خدمت عوام اور مفاد ملک و ملت کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء نے اپنے اپنے دور میں جو مساعی جمیلہ فرمائی ہیں، سلاطین و

ملوک کے بدنام لقب سے ان کے دور کو سمجھنے کے لیے وہ کافی ہیں۔ سلاطین جا بے جا وصول کر کے عموماً "اپنے عیش و عشرت میں خرچ کرتے ہیں اور خلیفہ بیت المال کے مال کو تمام مسلمانوں کا مال سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو اس کے ایک ایک پیسے ایک ایک درہم ایک ایک چیز کا امین و محافظ قرار دیتا ہے، یہاں صحیح طریقہ سے آمدنی ہوتی ہے اور وہ بالکل صحیح مصارف میں صرف ہوتی ہے، عیش و عشرت کھانے پکڑے وغیرہ کی فراوانی و منعم کا کبھی یہ حضرات خیال بھی نہیں فرما سکتے۔

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں سلطان ہوں یا خلیفہ؟ تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ اسلامی مملوکات و آراضی سے ایک درہم زائد یا کم وصول کریں اور پھر اسے بے جا صرف کریں تو آپ بادشاہ ہیں ورنہ خلیفہ۔¹⁰

اسی طرح ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک اور شخص نے کہا کہ بادشاہ تو لوگوں پر ستم ڈھاتا ہے لیکن خلیفہ نہ بے جا لیتا ہے نہ بے جا صرف کرتا ہے اور آپ الحمد للہ ایسے ہی ہیں۔ یعنی آپ خلیفہ ہیں سلطان نہیں ہیں۔¹¹

خلیفہ کے فرائض:

امام ماوردی رحمہ اللہ علیہ نے خلیفہ کے حسب ذیل فرائض شمار کرائے ہیں:

- (۱)، پہلا فرض یہ ہے کہ وہ دین کی حفاظت کرے۔
- (۲)، دوسرا فرض یہ ہے کہ انصاف کو رائج کرے کوئی زبردست ظلم نہ کرنے پائے۔
- (۳)، تیسرا فرض یہ ہے کہ ملک کی حفاظت کرے تاکہ رعایا طمینان سے معاشی کاروبار کر سکے۔
- (۴)، چوتھا فرض یہ ہے کہ مسلمانوں کی طرح غیر مسلم رعایا ذمی وغیرہ کی جان و مال کی حفاظت کرے۔
- (۵)، پانچواں فرض یہ ہے کہ بیت المال کے مستحقوں کے لیے معقول و وظیفہ اور مشاہرے جاری کرے جو بروقت مل جایا کریں۔
- (۶)، چھٹا فرض یہ ہے کہ دیانت دار اور قابل اعتماد لوگوں کو کلیدی عہدے دیے جائیں۔
- (۷)، ساتواں فرض یہ ہے کہ خلیفہ سلطنت کے تمام امور کی نگرانی کرے اور تمام واقعات سے باخبر رہے تاکہ صحیح طور پر ملک و ملت کی حفاظت ہو سکے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق"۔ یعنی اے داؤد ہم نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا ہے تاکہ تم لوگوں کے معاملات میں فیصلہ حق و صداقت کے ساتھ کرو۔¹²

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کی تفویض کے ساتھ خود خلیفہ کو امور سلطنت میں عدالت و صداقت کا پابند بنایا ہے۔¹³

خلفاء راشدین کی زندگی دیکھ کر ہم یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جو اسوہء حسنہ پیش فرمایا تھا اس کی اتباع بڑی حد تک ان حضرات نے کی اور آپ ہی کے نقوش قدم پر یہ حضرات گامزن رہے۔ رعایا کے معاملات کی نگرانی، حق و صداقت کا اظہار، عدل و انصاف کی ترویج و اشاعت اپنی پوری زندگی میں اس طرح محتاط ہو کر فرمائی کہ ان کی دیانت و امانت اور عدالت و صداقت کو دیکھ کر تو بس یہ معلوم ہوتا

ہے کہ جیسے وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے دیکھ و سمجھ رہے ہوں کہ وہ ان کے معاملات کی خود نگرانی کر رہا ہے اور وہ ان کی غلطیوں کی باز پرس کرنے والا ہے۔ اس احساسِ آخرت اور استحضارِ قیامت کے سبب ان کی خلافت میں امانت و دیانت عدالت و صداقت کے چار چاند لگ گئے اور دنیائے انسانیت میں ان کا دور عدل و انصاف کا بہترین دور مانا گیا ہے۔

ان حضرات کے دورِ خلافت میں عظیم الشان فتوحات ہوئیں اور مصر و شام و جزیرہ بحرین و غیرہ پر قبضہ حاصل ہوا۔ ایران و روم کی سلطنتیں زیر نگیں ہوئیں، سوادِ عراق و بصرہ و کوفہ و غیرہ کے علاقے مفتوح ہوئے۔ ان کی تھوڑی سی اقلیت نے بھاری بھر کم اکثریت کو سرنگوں کیا اور خراسان، کرمان، حمص، قنسرين اور دمشق و غیرہ کو جس حسن تدبیر اور حسن عمل سے حاصل کیا اور ان پر جن جن عمال کو حاکم بنایا ایسے امور سے اس مقالہ میں قطعی بحث نہیں ہے۔ مقالہ نگار صرف ان واقعات و معاملات کا تذکرہ کر رہا ہے جن سے خلق اللہ کی نگرانی و پاسبانی کا تعلق ہے۔ فتوحِ ملکیہ و امورِ سیاسیہ کے لیے فتوحِ الشام اور اشہر مشاہیر الاسلام و غیرہ کا مطالعہ مفید و نافع ہوگا۔

خلفاء راشدین عہدوں کے طالب نہ تھے:

رسول اللہ ﷺ کے ارتحال پر ملال کے بعد جب سقیفہ بنی سعد میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر مہاجرین و انصار نے بیعت کر لی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجمع عام میں ایک خطبہ دیا۔ اس میں ارشاد فرمایا: "واللہ ما کنتم حریصا علی الامارۃ یوما ولا لیلۃ ولا سالتہا اللہ فی سر و علانیۃ" یعنی اللہ کی قسم امارت و خلافت کی مجھے ذرہ برابر حرص و طمع نہ تھی اور رات و دن کی کسی بھی ساعت میں مجھے اس کی لالچ نہیں ہوئی تھی اور نہ میں نے اس کی آرزو میں کبھی کوئی دعا اللہ سے کی اور نہ خلوت و جلوت میں کبھی خلافت کے لیے کوئی چاہت کی۔¹⁴

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت آنا "فانا" ہو گئی۔ کوئی سوچی سمجھی اسکیم پہلے سے تیار نہ تھی۔ نہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے کوئی فضا بنائی تھی۔ ایک اہل ترین شخص سے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سبقت کر کے سب سے پہلے بیعت کر لی تو سب حضرات نے بلا تردد بیعت کر لی اور تمام ہنگامہ فوراً ختم ہو گیا۔

اسی طرح سے جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "لا حاجة لی بہا" مجھے خلافت کی ضرورت نہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ولکن بہا الیک حاجة" تم کو خلافت کی حاجت نہ ہو تو نہ سہی مگر خلافت کو تمہاری حاجت ہے۔ اور فرمایا میں نے تم کو خلافت نہیں دی بلکہ خلافت کو تمہیں دیا ہے۔ تم کو خلافت سے زینت نہیں ملے گی بلکہ تم سے خلافت کو زینت ہوگی۔¹⁵

اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی بلا طلب، مسلمانوں کی مجلس شوریٰ اور عوامی انتخاب کے ذریعہ عہدہ خلافت پر فائز ہوئے ہیں۔¹⁶

اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بھی انتخاب ہوا چنانچہ ایک مجمع عام میں جس میں بنی امیہ کے شاہی خاندان کے تمام افراد

موجود تھے اور علماء کرام میں امام شہاب الدین زہری رحمۃ اللہ علیہ، امام مکحول وغیرہ بھی تشریف فرما تھے۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے پوچھا کہ امیر المؤمنین سلیمان بن عبد الملک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وصیت میں جس شخص کو خلافت کے لیے نامزد کیا ہے اس پر آپ لوگ راضی ہیں یا نہیں۔ سب نے اپنی رضامندی ظاہر کی تو وصیت نامہ پڑھا گیا تو اس میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا نام تھا۔ امام مکحول نے پکارا "ابن عمر" عمر بن عبد العزیز کہاں ہیں۔ آپ نے اپنا نام سنتے ہی دو تین بار "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا۔ آپ کا نام پکارا گیا۔ آپ نہیں اٹھے۔ لوگ آپ کے ہاتھ اور بازوؤں میں اپنے ہاتھ ڈال کر منبر تک لے گئے۔ پانچ زینہ کا منبر تھا۔ مگر آپ تو اضعاء دوسرے ہی زینہ پر بیٹھ گئے۔¹⁷

خلافت کا عہدہ جلیلہ ملنے پر انا للہ پڑھنا اور اپنے رنج و غم کا اظہار کرنا، منبر تک خود نہ جانا بلکہ لے جایا جانا اور منبر کے اونچے زینہ پر نہ بیٹھنا بلکہ نیچے ہی زینہ پر بیٹھ جانا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ خلافت سے کس درجہ امراض کر رہے تھے۔ جب آراء خلافت ہوئے تو آپ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا اس کے الفاظ آج کے طالبین ان عہدہ کی نصیحت پذیری و موعظت کے لئے کافی ہیں۔

فرمایا: "یہ امارت و خلافت میرے لیے سخت آزمائش کا مرحلہ ہے۔ میں اس میں مبتلا کر دیا گیا ہوں اس کے لیے میری رائے لی گئی ہے اور نہ مجھ سے کچھ مشورہ لیا گیا ہے نہ میرے دل میں اس کے لیے کوئی طلب و آرزو تھی" "اس کے بعد فرمایا: "اگرچہ میری گردن میں امارت کا قلاوہ ڈال دیا گیا ہے لیکن میں اسے اتار رہا ہوں تم جسے چاہو خلافت کا عہدہ اس کے سپرد کر دو۔"

"تمام مسلمان بیک زبان پکاراٹھے "قد اخترناک لا نفسنا ورضیناک لنا بک" یعنی "ہم سب آپ کو امیر المؤمنین چن رہے ہیں اور وہ سب آپ سے راضی ہیں۔"¹⁸

اپنے دور خلافت میں آپ نے وہ شاندار روایت قائم کی کہ آپ کے متعلق لوگ کہنے لگے "من کان قبلکم کانن لخالفة لهم زین و انت زین للخالفة" پہلے لوگوں کے لئے خلافت و جہ زینت تھی اور آپ خود خلافت کے لئے زینت ہیں۔¹⁹

امانت و دیانت کی چند قابل تقلید مثالیں:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امانت داری اس قدر تھی کہ خود اپنے نفس پر بیت المال سے جو کچھ وظیفہ لے کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خرچ فرمایا تھا، اس کی ایک پائی اپنے مرض الموت کے وقت میں حضرت عائشہ کو واپس کرنے کی وصیت فرمائی تھی نیز یہ بھی وصیت فرمائی تھی کہ میرے پاس مسلمانوں کے بیت المال میں سے ایک لونڈی اور دو اونٹوں کے سوا کچھ بھی موجود نہیں۔ میرے مرنے کے بعد یہ چیزیں عمر کے پاس بھیج دی جائیں۔ اور دیکھنا اگر اور کوئی چیز نکل آئے تو اس کو بھی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دینا۔ گھر کا جائزہ لیا گیا تو کوئی اور چیز آپ کے گھر سے برآمد نہ ہو سکی۔²⁰

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ سے مزید صراحت یہ بھی کر دی کہ ہم نے بیت المال سے موٹا جھوٹا نملہ لے کر کھایا اور موٹا جھوٹا

کپڑا پہنا۔ اب میرے پاس بیت المال کی کوئی چیز باقی نہیں ہے۔ یہ غلام یہ اونٹ بیت المال بھیج دینا اور ہاں یہ چادر بھی واپس کر دینا جو میرے استعمال میں ہے۔²¹

(۱): مقالہ نگار نے اپنے اس مقالہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دیانت داری کا ایک نجی واقعہ کو ذکر کیا ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ معاملاتِ زندگی میں کتنے دیانت دار تھے۔

وفات سے پہلے حضرت ایامِ خلافتِ راشدہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبِ زادی حضرت عائشہ سے فرمایا تھا کہ فلاں زمین سے فصل کاٹ کر بیس وسق غلہ تم حاصل کر لینا۔ جب آپ کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو فرمایا کہ اے عائشہ میں نے تم کو جو عطیہ دیا تھا اگر تم نے زمین سے غلہ کاٹ کر اپنی تحویل میں لے لیا ہو تو وہ تمہاری ملکیت ہے اور اگر تم نے اب تک نہ حاصل کیا ہو تو اب وہ مال سب وراثت کا ہے۔²² اس واقعہ سے واضح ہے کہ یہ حضرات اپنے معاملات میں کتنے خدا ترس اور کیسے دیانت پسند و سراپا امانت تھے۔ (۲): فتوحاتِ عراق میں ایک قیمتی چادر حاصل ہوئی۔ حضرت خالد نے اہل لشکر کے مشورہ سے اس چادر کو حضرت ابو بکر " کے پاس بطور تحفہ بھیجا اور لکھا کہ اسے آپ لے لیجئے آپ کے لئے روانہ کیا جا رہا ہے۔ لیکن حضرت ابو بکر نے اسے لینا گوارا نہیں فرمایا اور نہ اپنے رشتہ داروں کو دیا بلکہ اہل شوری سے مشورہ کر کے اسے حضرت حسین کو مرحمت فرمادیا۔ اللہ اللہ قومی چیزوں کے کیسے امانت دار تھے اور خود کو ایسی چیزوں سے کس قدر دور رکھتے تھے۔²³

(۳): حضرت عمر نے اپنے ایک تحصیل دار کی آمد پر بیت المال کے غلہ سے ان کے کھانے کے لئے کچھ کھجوریں پیش فرمائیں۔ انہوں نے کھانا شروع کیا اور کہا امیر المؤمنین آپ بھی کھائیے۔ آپ نے انکار فرمادیا تو انہوں نے کہا ہم تو بیت المال کے جانوروں کا دودھ پیتے ہیں۔ کسی پر سوار ہوتے ہیں کسی کا گوشت کھاتے ہیں۔ فرمایا: "میں تمہارے مانند نہیں ہوں۔ تم لوگ وصولی صدقات میں محنت کرتے ہو ان جانوروں کی دم کے ساتھ رہتے ہو تم ان کے دودھ اور سواری وغیرہ سے فائدہ اٹھاؤ تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن میں بیٹھے بٹھائے کیا حق رکھتا ہوں۔"²⁴ سبحان اللہ خلافتِ راشدہ کے حاملین کیسے اماندار اور کیسے قدسی الصعات لوگ تھے۔

(۴): ایک بار حضرت نہ فاروق " بیمار ہو گئے طیب نے شہد کے استعمال کا مشورہ دیا سیفہ کے گھر اس قدر رقم نہیں تھی کہ شہد خرید کر وقت ضرورت کے لئے محفوظ رکھتے بیت المال میں شہد کا کپا بھر اڑا تھا۔ مگر بلا اجازت استعمال کی جرات کہاں تھی۔ اللہ کا خوف تھا۔ چنانچہ باہر تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: یہ بات پیش آئی ہے اگر آپ حضرات اجازت دیں تو میں بیت المال کے شہد سے تھوڑا سا لے کر استعمال کروں ورنہ بلا اجازت وہ مجھ پر حرام ہے۔ لوگوں نے یک زبان ہو کر اجازت دے دی۔²⁵ اب غور کیجئے کیسے عادل و خدا ترس ہمارے یہ خلفاء تھے کہ پورے بیت المال پر ندار اعلیٰ رکھتے ہوئے ذرا سا شہد برائے دو استعمال کرنے کا حق بھی اپنے لیے حرام سمجھتے تھے۔

(۵): حضرت عمر کی دیانت و امانت پر اس پہلو سے بھی غور کیجئے کہ وہ معمولی کپڑے کے دو جوڑے عام مسلمانوں کی طرح بیت المال سے لیتے

تھے۔ جب پھٹ جاتے تھے اس پر ہی پیوند چپکاتے جاتے۔ خطبہ جمعہ ہو یا فتح شام کا سفر ہو ہمیشہ ایسے ہی بارہ چودہ پیوند میں دیکھے گئے۔ حضرت انس و حضرت ابو عثمان، وغیرہ کی روایت ہے۔ وہ بحالتِ خلافت جمعہ کے دن بھی منبر پر جن کپڑوں میں دیکھے گئے ان میں کبھی بارہ کبھی چودہ پیوند شمار کئے گئے۔²⁶

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت عمر امانت و دیانت کے کتنے بلند مقام پر تھے ورنہ وہ بیت المال کی رقم سے کم سے کم اتنا تو ضرور لیتے جو انہیں ایک متوسط آسودہ حال زندگی سے بہرہ ور کر سکتا مگر وہ تو آنے والوں کے لئے نظیر بننا چاہتے تھے۔

(۶): حضرت عمر نے (جس زمانہ میں خلیفۃ المسلمین تھے) اپنا کچھ سرمایہ تجارتی قافلہ میں شام کی طرف بھیجنا چاہا تو چار ہزار درہم بطور قرض حضرت عبدالرحمن بن عوف سے طلب فرمایا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے قاصد کو جواب دیا کہ حضرت عمر سے کہہ دو کہ بیت المال سے قرض لے لیں۔ جب یہ پیغام حضرت عمر کو پہنچا تو انہیں یہ بات بہت ناگوار گذری۔ ایک دن جب حضرت عمر کی ان سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ بیت المال سے میں نے قرض اس لیے نہیں لیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قرض ادا کرنے سے پہلے میں مر جاؤں اور میرے امیر المؤمنین ہونے کی رعایت میں لوگ مجھ سے مطالبہ نہ کریں تو یہ امانت میرے ذمہ باقی رہ جائے اور قیامت میں میری گرفت ہو اس لیے تم سے طلب کیا تھا کہ اگر میں مر گیا تو تم میرے ورثان سے مطالبہ کر کے وصول کرو گے اور میرا معاملہ صاف ہو جائے گا۔²⁷

(۷): ایک بار سخت گرمیوں کے زمانہ میں بیت المال کے دو اونٹ بھاگ نکلے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہ نفس نفیس ان کی تلاش میں نکلے۔ حضرت عثمان مقام عالیہ میں اپنے مکان میں تھے۔ دور سے دیکھا کہ ایک آدمی سخت گرمی کی چلچلاتی دھوپ میں دوڑتا ہوا آ رہا ہے۔ دل میں کہنے لگے کیا حرج ہوتا اگر یہ شخص مدینہ سے ٹھنڈے وقت میں لکھتا۔ قریب آنے پر حضرت عمر کو پہچانا تو حضرت عثمان نے حضرت عمر کو آواز دے کر بلایا کہ ایسی گرمی اور لو میں جب کہ دروازے سے قدم نکالنا مشکل ہے، آپ کیوں نکل کھڑے ہوئے حضرت عمر نے فرمایا کہ صدقات کے اونٹ بھاگ نکلے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ان کو چراگاہ میں پہنچاؤں ایسا نہ ہو کہ وہ ضائع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مجھے سے اس کی بابت سوال کرے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آئیے ٹھنڈا پانی پیجئے اور سایہ میں آرام کیجئے۔ میں سب انتظام اپنے غلاموں کے ذریعہ کرائے دیتا ہوں۔ فرمایا آپ کو یہ سایہ مبارک ہو۔ بیت المال کے املاک کی نگہداشت میرے ذمہ ہے یہ کام میں خود کروں گا۔ حضرت عثمان نے یہ دیکھ کر فرمایا "من احب ان ينظر الى القوي الامين فلينظر الى هذا يعني" "جو شخص کسی قوی امین کو دیکھنا چاہے وہ عمرہ کو دیکھ لے۔"²⁸

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے جس میں حضرت علی نے فرمایا کہ آپ نے اپنے بعد والے خلفاء کا قافیہ تنگ کر دیا ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر بیت المال سے ایک بکری کا بچہ بھی گم ہو جائے گا تو عمر سے روز محشر مواخذہ ہوگا۔²⁹

حضرت سالم رضی اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ اگر اونٹ کی دبر میں بھی کوئی زخم ہو جاتا تو اپنا ہاتھ ڈال کر اس کا زخم خود صاف کرتے اور اس کی دوا کرتے اور فرماتے انی لخاصائف ان اسئال عما بک "یعنی مجھے خطرہ ہے کہ تیری تکلیف کے

بارے میں مجھ سے مواخذہ ہوگا"۔³⁰

(۸): ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آپ کے سُسر آئے کہ بیت المال سے ان کی کچھ مدد کر دی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ناراض ہو کر فرمایا کیا بیت المال کسی کی شخصی ملکیت ہے کہ آدمی جس طرح چاہے اس میں تصرف کرے اور اعزہ و اقرباء کو دے۔ یہ تو عام مسلمانوں کا حق ہے اس میں سے کسی کے ساتھ کوئی مراعات نہیں ہو سکتی یہ کہنے کے بعد اپنے ذاتی مال سے دس ہزار درہم کی امداد دی۔³¹

(۹): حضرت عمر نے مہاجرین اولین کا چار چار ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کا ساڑھے تین ہزار۔ حضرت عمر سے کسی نے سوال کیا کہ جب ابن عمرہ بھی مہاجرین اولین میں سے ہیں تو پھر ان کا وظیفہ چار ہزار سے کیوں کم ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے تو اپنے ماں باپ کے ساتھ ہجرت کی تھی۔³²

حضرت عمر کی دیانت و امانت کی انتہا دیکھئے کہ انہوں نے اپنے صاحبزادہ کو مہاجرین اولین کے برابر اس لئے نہیں دیا کہ ان کو ان لوگوں کی طرح نہیں سمجھا جنہوں نے خود ہجرت کی بلکہ ان کی ہجرت کو اپنی ہجرت کے تابع سمجھا۔ اگر دیانتداری و امانت پسندی کا اس قدر عظیم جذبہ نہ ہوتا تو ایسی دقیق نظری و باریک بینی کی نوبت نہ آتی اور اپنے اہل و عیال کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچاتے۔ سخت افسوس ہے کہ خود کو مسلمان کہلانے والے ہی کچھ بد نصیب و بد نہاد لوگ ہیں جو اس صبط دیانت و سراپا امانت ہستی معظم کو برا بھلا کہتے ہیں۔ (۱۰): مملکت فارس کا اہم ترین شہر مدائن جب فتح ہوا تو شاہی خزانہ میں ایک غالیچہ ملا جس کا نام ”بہار کسریٰ“ تھا۔ اس کا تانا بانا تو سونے کے تاروں کا تھا اور اس کے نقش و نگار قیمتی پتھروں کے تھے اور پتیاں ریشم کی اور پھل پھول جو اہرات و یا قوت کے تھے۔ یہ اتنا قیمتی تھا کہ کوئی ایک شخص اسے خریدنے سے عاجز تھا اور اسی طرح جنگی مجاہدین میں اس کی تقسیم ناممکن العمل ہو رہی تھی۔ تو حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو کمانڈر افواج نے کہا اگر آپ لوگ پسند کریں تو میری رائے یہ ہے کہ ہم اسے خوشی سے امیر المؤمنین کو بطور ہدیہ پیش کر دیں وہ جس طرح چاہیں اپنے ذاتی مصرف میں لائیں۔ سب لوگوں نے نہایت خوشی سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر بھیج دیا۔ حضرت عمر نے اس کے بارے میں مدینہ کے اہل الرائے لوگوں سے مشورہ لیا۔ اکثر نے اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پر چھوڑا۔ آپ نے فرمایا میں اسے تنہا اپنے مصرف میں نہیں لاسکتا۔ اس کے ٹکڑے کر کے باہم تقسیم کر لیجئے اس میں سے ایک ٹکڑا میں ہزار درہم میں فروخت ہوا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک ٹکڑا میں ہزار درہم میں فروخت کیا تھا۔ اس کے متعلق حضرت علی نے فرمایا ”وہا ہی اجود تلك القطع“ حالانکہ وہ ان ٹکڑوں میں سے کوئی زیادہ اچھا ٹکڑا نہیں تھا۔³³

(۱۱): ایک اور واقعہ سے بھی حضرت عمرہ کی امانت و دیانت پر واضح روشنی پڑتی ہے اس واقعہ کی روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ سے ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں جلواء کی جنگ میں شریک تھا۔ وہاں میں نے چالیس ہزار میں مال غنیمت کی بکریاں خرید لیں۔ جب میں واپس آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو طلب فرمایا اور پوچھا کہ اگر میں آگ میں ڈال دیا جاؤں اور تم سے کہا جائے کہ اپنے باپ کو فدیہ دے کر چھڑالو تو کیا تم مجھے اس سزا سے نہ چھڑاؤ گے؟ سعادت مند بیٹے نے جواب دیا ”واللہ ما من شینی بوذیک

الاكنت منقذك منه" یعنی اللہ کی قسم میں آپ کو ہر ایذا دینے والی چیز سے چھڑانے کے لئے اپنے جان مال کا فدیہ دوں گا۔ یہ جواب سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جلولا سے جو بکریاں خرید کر لائے ہو وہ تمہیں خاص طور پر رعایت سے دی گئی ہیں اور اس کا سبب یہ ہے کہ لوگوں نے دیکھا کہ تم معزز صحابی اور امیر المؤمنین کے صاحب زادے ہو اس لئے تم کو سستی دے دی گئی ہیں۔ لیکن چونکہ میری حیثیت ایک امیر مسئول اور ذمہ دار کی ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ان بکریوں کو از سر نو نیلام کر اؤں اور تم کو اس سلسلہ میں وہ نفع دیدوں جو قریش کے دوسرے تاجروں نے جلولا کے مال غنیمت میں اٹھایا ہو۔ اس کے بعد چار لاکھ درہم نیلام سے حاصل ہوا۔ حضرت عمر نے چالیس ہزار درہم حضرت عبد اللہ کو اصل لاگت کے واپس کر دیئے اور چالیس ہزار منافع دیا۔ کیونکہ قریشی تاجروں کو دو گنا منافع حاصل ہوا تھا باقی تین لاکھ بیس ہزار کی رقم سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حوالے کی اور حکم دیا کہ اس رقم کو جلولا میں شرکت کرنے والے تمام مجاہدین میں تقسیم کر دیں۔³⁴

اس واقعہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی امانت پسندی اور دیانت داری کا ایک اعلیٰ معیار سامنے آتا ہے جو آج کی ماڈرن دنیا کے لئے ایک آئیڈیل اور نمونہ بننے کے لائق ہے۔

(۱۲): ایک بار حضرت ابو موسیٰ اشعری بیت المال میں جھاڑو دے رہے تھے۔ اتفاقاً ایک درہم پڑا مل گیا۔ حضرت عمر کے ایک چھوٹے سے بچے کا دھر سے گذر ہوا انہوں نے وہ درہم اس بچے کو دے دیا۔ حضرت عمر نے بچے کے ہاتھ میں درہم دیکھ کر پوچھا "من این لك هذا" یہ تم کو کہاں سے ملا؟ بچے نے جواب دیا۔ مجھے ابو موسیٰ نے دیا ہے۔ حضرت عمر نے درہم بچے کے ہاتھ سے لے لیا اور ابو موسیٰ کے پاس بیت المال میں آئے اور غضبناک ہو کر فرمایا "اردت ان لا یبقی احد من امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم الا طالباً بمظلمة في هذا الدرهم یعنی تم نے چاہا کہ امت محمدیہ کی تعلیم کا ایک ایک فرد اس درہم کے معاملہ میں مجھ سے اپنا حق طلب کرے۔ یہ کہہ کر اس درہم کو بیت المال میں ڈال دیا۔³⁵

(۱۳): ایک بار حضرت ابو موسیٰ اشعری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی عاتکہ کے لئے ایک قیمتی کپڑے کا ایک ٹکڑا ایک گز بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر پڑی تو پوچھا یہ کپڑا کہاں سے ملا؟ جواب دیا میرے لئے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ہدیہ بھیجا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو لے کر ان کے سر پر اس زور سے مارا کہ ان کا سر دکھنے لگا۔ پھر حکم دیا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری "کو دوڑاتے ہوئے لاؤ۔ چنانچہ وہ اسی حالت میں لائے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا۔ تمہیں میری عورت کے پاس ہدیہ بھیجنے کا خیال کیوں پیدا ہوا۔ یہ کہہ کر ان کے کپڑے کو سر پر دے مارا اور فرمایا۔ "خذها فلا حاجة لنا فيها" یعنی اس کو لے لو ہمیں ایسی چیزوں کی حاجت نہیں۔³⁶

خلفاء راشدین کی امانت پسندی کا یہ عالم تھا کہ کسی عامل کا ہدیہ قبول نہیں فرماتے تھے کہ اس کے اثر سے عامل کہیں غلط فائدہ نہ اٹھائے اور آج تو ایسے ہی عمال و حکام مقرر کئے جاتے ہیں جو افسران اعلیٰ کو خوب ہدیہ و تحائف اور نذرانے پیش کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ نذرانے وہ رعایا پر

ظلم کر کے ہی حاصل کریں گے۔

(۱۴): حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بعض اولاد بسلسلہ جہاد مصر کی طرف جانے والی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک مکتوب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ گورنر مصر کے پاس پہنچتا ہے اس میں تحریر فرماتے ہیں کہ میری بعض اولاد بسلسلہ جہاد مصر کی طرف جانے والی ہے۔ اگر ان میں سے کوئی تمہارے پاس آئے تو ان کے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہ کرنا جو دوسرے مسلمانوں کے ساتھ نہ کر سکو۔ چنانچہ اس خط کے کچھ دنوں کے بعد حضرت عمر کے دو صاحب زادے حضرت عبداللہ و حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہم مصر پہنچے کسی نے گورنر مصر کو خبر دی کہ امیر المومنین کے دو صاحب زادے آئے ہوئے ہیں۔ حضرت عمرو بن عاص نے پوچھا کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں؟ اس نے بتایا کہ مصر کے فلاں جانب تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے امیر المومنین نے ان لوگوں کے ساتھ ہر طرح کے سلوک سے روک دیا تو اب مجھے یہ قدرت نہیں کہ میں انہیں کوئی ہدیہ یا نذرانہ پیش کر سکوں یا ان کے پاس ملنے کے لئے جاؤں۔³⁷

(۱۵): حضرت عمر رضی اللہ عنہ "خلافت کے کاموں میں جب زیادہ مشغول و منہمک رہنے لگے تو امور حضرت عمر خلافت کے کالموں میں جب زیادہ مشغول و منہمک رہنے لگے تو امور خانہ داری اور اہل و عیال کی خبر گیری کے لئے خود وقت نہ دے سکے اس وقت اپنی طرف سے عام خانگی ضروریات پوری کرنے کے لیے ایک مختار کل مقرر فرمایا ان کا نام مالک ابن عیاض تھا۔³⁸ یہ تقرر محض اس لئے تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ امور خلافت کے لیے اپنا پورا وقت دے سکیں۔ یہ بھی ان کی دیانتداری کا ایک بلند نمونہ ہے۔

اعلام:

ان تمام واقعات کو پڑھ کر اس بات کا صدق دل سے ہر شخص اعتراف کرے گا کہ بلاشبہ خلافت و امارت کے لئے ذات فاروق ایک عطیہ اور ایک نعمت عظمیٰ تھی۔

اس بناء پر تو علماء تاریخ نے یہ فیصلہ کیا کہ حضرت ابو بکر کی نیکیوں میں اس نیکی کا بھی اضافہ کرنا لازمی ہے کہ انہوں نے حضرت عمرہ جیسی جامع الجاسن ہستی کو امت پر خلافت کے لئے نامزد فرمایا: "قالوا انما عمر حسنة من حسنات ابي بكر" ³⁹ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نظر میں خلافت فاروق کی جو وقعت تھی وہ اس تاریخی واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے کہ جب کچھ لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے ایک سخت گیر آدمی کو خلیفہ بنایا ہے، اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟ فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے کہوں گا "استخلفت خلیفک خیر خلقک" یعنی تیری مخلوق میں جو سب سے بہتر تھا اسی کو ان پر خلیفہ بنایا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اندازہ صحیح ثابت ہوا۔ بلاشبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلافت کے لئے سراپا رحمت و برکت ثابت ہوئے۔ بیت المال میں سب کے حقوق یکساں ہیں:

مسلمانوں کے بیت المال میں سب کے حقوق یکساں تھے۔ خود آنحضرت لیلیٰ علی کم کا اس میں کس قدر حق تھا وہ حسب ذیل روایت سے ظاہر ہے۔

(۱): ایک دفعہ صدقے کے کچھ اونٹ آپ کے سامنے سے گزرے۔ فرمایا کہ اس اونٹ کے پہلو میں یہ تھوڑا سا بال ہے لیکن میں کسی مسلمان کے مقابلے میں اتنے کا بھی زیادہ حقدار نہیں ہوں۔⁴⁰

(۲): اسی طرح حضرت عمر نے تین بار قسم کھا کر فرمایا کہ کوئی شخص اس مال کا کسی سے زیادہ حقدار نہیں ہے اور اللہ کی قسم میں خود کسی سے زیادہ حقدار نہیں ہوں۔ مسلمانوں کا ایک ایک فرد اس مال میں یکساں مستحق ہے۔⁴¹

علامہ ابن عبدالبر لکھتے ہیں کہ " و انزل نفسه من مال الله بمنزلة رجل من الناس " یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال میں اپنا حصہ عام مسلمانوں کے برابر رکھا۔⁴²

(۳): اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بحرین سے مشک و عنبر آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی اچھی طرح وزن کرنے والی عورت ملتی تو میں اس سے وزن کر کے مسلمانوں میں برابر حصہ لگا کر تقسیم کر دیتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی عاتکہ بولیں کہ میں اچھی طرح وزن کر دوں گی۔ فرمایا تمہیں اجازت نہیں۔ انہوں نے پوچھا آخر کیوں؟ جواب دیا کہ تم وزن کرو گی تو تمہاری انگلیوں میں اس کی خوشبو لگے گی اور تم اسے اپنی کپٹی اور گردن پر ملو گی تو اس طرح عام مسلمانوں کے مقابلہ میں تمہیں خوشبو کا زیادہ حصہ مل جائے گا۔ یہ مجھے اپنے اور اپنے متعلقین کے لئے گوارا نہیں۔⁴³

(۴): اسی طرح حضرت عمر کے پاس کسی جگہ سے فتوحات یا خراج کے سلسلہ میں کچھ عود آیا یہ اتنا کم تھا کہ سب لوگوں میں اس کی تقسیم دشوار ہو رہی تھی۔ حضرت عمر نے نہ تو خود لیا نہ اپنے کسی عزیز و قریب کو دیا بلکہ اس کا یہ حل نکالا کہ اسے کعبہ مطہرہ میں بھیج دیا کہ خوشبو سے بسایا جائے تاکہ سب حضرات خوشبو سے برابر مستفید ہوں۔⁴⁴

(۵): امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے کسی خوشبو کی چیز کو اپنی بیوی کے حوالہ کیا کہ نیکمہ عطارہ کو بلا کر اپنے سامنے وزن کر کے بیچ دیں۔ وزن کراتے وقت ان کی انگلی میں اس کی خوشبو لگ گئی۔ اس کو انہوں نے اپنی اوڑھنی میں رگڑ لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اتفاقاً داخل ہوئے۔ پوچھا یہ خوشبو کیسی ہے؟ انہوں نے بتایا تو فرمایا کیا مسلمانوں کی خوشبو تم تنہا استعمال کر سکتی ہو یہ کہہ کر سر سے اوڑھنی کو جھٹک لیا اور منگے سے پانی نکال کر مسل مسل کر اس کو مٹی سے دھو دیا اور دھو کر سو گھٹتے رہے۔ جب خوشبو نکل گئی تو اوڑھنی کو چھوڑا۔⁴⁵

اللہ کرے ہمارے ملک پاکستان میں اور پوری دنیا میں اسلامی یا قومی بیت المال کے ایسے امین چشم فلک دیکھنے نصیب ہو جائیں۔ (آمین ثمہ آمین)

(۶): حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی امانت داری، دیانت پسندی اور مسلمانوں کی حق شناسی کے متعلق صحابہ کرام نے شہادت دی ہے " انک تعدل في الرعية وتقسم بينهم بالسوية وتشفق عليهم شفقة الرجل على اهله " آپ رعایا کے لئے عدل و انصاف کا برتاؤ کرتے ہیں اور ان میں سب چیزوں کو برابر تقسیم کرتے ہیں اور ان پر اس طرح شفقت کرتے ہیں جس طرح آدمی اپنے بال بچوں پر شفقت کرتا ہے۔⁴⁶

(۷): حضرت عمر ایک مرتبہ سفر کر رہے تھے "روحاً" کے قریب ایک پہاڑی پر آپ نے چرواہے کی آواز سنی تو راستہ سے مڑ کر اس کے پاس پہنچے اور کہا جہاں سے مڑ کر آیا ہوں ادھر زیادہ سبزہ ہے وہاں لے جا کر چراؤ اور فرمایا "کل راع مسئول عن رعیتہ" ہر رائی پر اس کی رعیت کے بارے میں محاسبہ کیا جائے گا۔⁴⁷

اس واقعہ سے فاروق اعظم کی شفقت اور رعایا پروری کی اونی جزیات پر نظر اور ذمہ داری کا عظیم احساس ظاہر ہے۔
(۸): حضرت عثمان نے صاف طور پر فرمایا "لا استحل اموال المسلمین لنفسی ولا لاحد من الناس ولقد كنت اعطی العطیة الکبیرة من صلب مالی" یعنی مسلمانوں کے بیت المال سے کسی مال کو نہ تو اپنے لئے حلال سمجھتا ہوں نہ کسی عزیز واقارب کے لئے جس کسی کو بھی میں نے کوئی بڑا عطیہ دیا ہے وہ اپنی ذاتی رقم ہی سے دیا ہے۔⁴⁸

(۹): حضرت علی رضی اللہ عنہ "جب بیت المال کے مالک اور امیر مطلق تھے اس وقت کا حال یہ تھا کہ ایک بار برسر منبر مجمع عام میں فرمانے لگے

"من یشتری منی سیفی هذا فلو کان عندی ثمن ازار ما بعته" یعنی یہ تلوار مجھ سے کون خریدے گا اگر میرے پاس ایک تہبند خریدنے کی بھی قیمت ہوتی تو میں اسے فروخت نہیں کرتا۔⁴⁹

ایک شخص نے کہا آپ تلوار فروخت نہ کریں ہم آپ کو قرض دے دیں گے اس سے آپ تہبند خرید لیں۔ امام عبدالرزاق فرماتے ہیں "کانت ببیدہ الدنیا الا ما کان من الشام" یعنی یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ ملک شام کے علاوہ (جس بہ قابض تھے) باقی ایک بڑی دنیا ان کے ہاتھ میں تھی مگر قصر خلافت میں بیٹھ کر بیت المال کا مال سے ایسی ضرورتوں کو نہیں نکالا کرتے تھے۔⁵⁰

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز اور بیت المال کا حسن انتظام:

(۱۰): اسی طرح خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی دیانتداری کی بابت صاحب طبقات نے لکھا ہے کہ رات میں حکومت کا کام کرتے تو حکومت کی شمع استعمال کرتے اور اگر اس وقت کسی ذاتی ضرورت کے لئے لکھنا ہوتا تو اپنا ذاتی شمع دان جلا کر اس کی روشنی میں لکھتے۔ بیت المال کے چراغ سے کبھی ایک حرف بھی اپنے ذاتی کام سے لئے نہیں لکھا۔⁵¹

(۱۱): شاہی خزانہ میں معائنہ کے وقت مشک کا ڈبہ کھولا گیا۔ آپ نے معائنہ تو فرمایا۔ لیکن ناک فوراً بند کر لیا۔ کسی نے کہا حضرت یہ کیا ہے؟ فرمایا معائنہ آنکھوں سے ہوتا ہے۔ لیکن میں نے ناک اسلئے بند کر لیا ہے کہ مجھے عام مسلمانوں سے زیادہ خوشبو۔ سو نگھنے کا حق ہی کیا ہے۔ لوگوں نے کہا حضرت یہ تصرف کہاں ہوا؟ اس کی خوشبو ناک میں خود بخود آجاتی ہے۔ فرمایا مشک میں بجز خوشبو کے اور ہوتا ہی کیا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ مشک کے خواص و منافع اور اس کے استعمال کے اثرات و فوائد ہی مشک کو ایک بڑی قیمت کی چیز بناتی ہے۔ لیکن اس کا استعمال تو کجا معائنہ کے وقت اس کی خوشبو ناک میں آجاتا بیت المال میں تصرف نظر آیا اور انہوں نے اس سے بیچنے کے لئے اپنی ناک بند کر لی۔ ان کی امانت و دیانت ہر توصیف سے بے نیاز ہے۔

ایک دفعہ آپ کے سامنے عنبر معائنہ کے لئے لایا گیا۔ اسے ہاتھ سے چھو کر ٹٹولا پھر اس کو فروخت کرنے کا حکم دیا گیا، پھر اپنے ہاتھ کو ناک پر رکھا تو خوشبو آ رہی تھی۔ فوراً پانی منگوا کر اچھی طرح ہاتھ کو اتنا دھویا کہ خوشبو نکل گئی۔⁵²

(۱۲): امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیز بی اے کے دور خلافت میں ایک مرتبہ بیت المال میں بہت سے سیب آئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فوراً مسلمانوں میں تقسیم کرنے بیٹھ گئے۔ آپ کا چھوٹا بچہ پاس ہی کھڑا تھا۔ اٹھا کر کھانے لگا۔ آپ نے دیکھا تو اس کے منہ سے چھین لیا اور ڈانٹ کر ہٹا دیا۔ وہ روتا ہوا ماں کے پاس پہنچا بیٹے نے اپنی خواہش اور باپ کی سختی بیان کی۔ یہ ماں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جو خلیفہ کی پوتی، خلیفہ کی بیٹی، خلیفہ کی بہن، خلیفہ وقت کی بیوی تھیں سخت بے چین ہو گئیں، بے چینی کسی اور بات کے لئے نہیں صرف اس لئے تھی کہ سیب خریدنے کے لئے گرہ میں دام نہیں تھے۔ بیٹے کے آنسو پونچھے۔ کسی نہ کسی طرح اسے دلا سادے کر چپ کیا۔ بھاگی دوڑی پھریں، کہیں سے کچھ درہم لے کر بازار سے سیب منگوا لیا۔ اپنے ہاتھوں سے بیٹے کو کھلایا۔ اتنے میں امیر المؤمنین تشریف لے آئے۔ سیب کی خوشبو محسوس کی تو پوچھا فاطمہ؟ کوئی سیب بیت المال کا تو یہاں نہیں آ گیا؟ بیوی نے سارا واقعہ سنایا، ایک ایک لفظ میں مانتا کدکھ بھرا تھا۔ یہ سن کر آپ نے بیوی سے کہا اللہ کی قسم سیب میں نے بچے کے منہ سے نہیں بلکہ اپنے دل سے چھینا تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ تم اور ہم مسلمانوں کے آگے شرمندہ نہیں ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس بہترین پھل تازہ کھجوروں کی تھیلیاں بطور تحفہ امیر اردن کی طرف سے آئیں۔ پوچھا یہ تحفہ کس ذریعہ سے یہاں تک پہنچا۔ بتایا گیا کہ سرکاری ڈاک کے گھوڑے یہاں آ رہے تھے بس اسی پر آگئے فرمایا سرکاری ڈاک کے گھوڑے تو بیت المال کے ہیں ان سے سب لوگوں کا تعلق ہے۔ لہذا ان پھلوں کو بیچ کر ان کی قیمت بیت المال میں داخل کرو اور اس رقم سے ڈاک کے گھوڑوں کو دانہ چارہ دو۔ اس واقعہ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی غایت درجہ کی دیانت داری اور امانت پسندی کا معاملہ اظہر من الشمس ہے۔⁵³

افادہ

: جانوروں نے ساتھ حسن سلوک کا یہ سبق دراصل آنحضرت علم کا دیا ہوا ہے۔ امام مالک ہدیہ نے نقل کیا ہے کہ ایک روز صحابہ کرام نے دیکھا کہ حضوری اپنے گھوڑے کا چہرہ خود ہی اپنی چادر مبارک سے صاف کر رہے تھے۔ آپ کے صحابہ نے سوال کیا تو فرمایا کہ مجھے گھوڑوں کی اچھی تربیت کے بارے میں خاص طور سے ہدایت دی گئی ہے۔⁵⁴

خلفائے راشدین کی سادہ زندگی:

آنحضرت ﷺ کے خلفاء کی زندگی خود آنحضرت ﷺ کے حیات مبارکہ کا پر تو تھی۔ ان کے سامنے آنحضرت علم کا اسوہ مبارک موجود تھا۔ ایک دفعہ کھری چار پائی پر آپ ﷺ آرام فرماتے اور تن مبارک پر رسیوں کے نشانات نمایاں تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود یہ نقش دیکھ کر ابدیدہ ہو گئے اور کہنے لگے قیصر و کسری آرام کی زندگی گزاریں اور اللہ کے رسول ﷺ اس طرح عسرت و تنگی سے گذر کریں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہماری مثال اس مسافر کی ہے جو کسی سایہ دار درخت کے نیچے زرادم لینے کے لئے ٹھہر جائے تو جس طرح وہ شخص

اس جگہ کو اپنی منزل نہیں سمجھتا اسی طرح ہمیں اس دنیا کو اپنی منزل نہ سمجھنا چاہئے۔ اور نہ یہاں کے آرام و راحت و اسبابِ تعیش کی فکر کرنی چاہئے۔ آپ کی غذا معمولی ہوتی تھی۔ جو اور گیہوں کی بن چھنی روٹیاں اور سرکہ بے تکلف استعمال کرتے۔ آپ ﷺ پر ایسے دودن نہیں گزرے جس میں دونوں دن پیٹ بھر کر کھانا ملا ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے ایک موٹا تہبند نکالا اور اسی قسم کی ایک موٹی چادر نکالی اور فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لباس بھی بہت ہی سادہ تھا۔ ایکن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جو کرتے آپ کے استعمال میں دیکھا تھا وہ کل پانچ درہم تھا۔ پھر فرمایا لیکن آج میری لونڈی بھی گھر میں اس قسم کا کرتہ پہننے سے انکار کرتی ہے حالانکہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں میرے پاس پانچ درہم کا ایک کرتہ تھا۔ جو عورت مدینہ میں دلہن بنائی جاتی تو میرا یہی کرتہ منگنی میں جایا کرتا تھا۔⁵⁵

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تخت نشینی مسجد کی چٹائی پر، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک پھٹے پرانے کبل پر اور خلیفہ عمر بن عبدالعزیز اللہ کی ایک معمولی بوریے پر ہوئی۔ یہی وہ سارے نمونے تھے جن کی پابندی کے لئے گاندھی جی نے وزرائے سلطنت کو نصیحت فرمائی تھی۔

غیروں کا ذکر کیا؟ رونا تو ان بے شمار مسلمان بادشاہوں کا ہے جنہوں نے اپنے و تہذیب سے خلافتِ راشدہ کے روشن چہرے پر اپنی عیش کو شی اور خدا فراموشی کے ناپاک ہاتھوں سے سیاہی مل دی۔ آنحضرت علی و سلم کے اسوہ حسنہ اور آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ اور خلفائے راشدین کی سیرت سے مسلمان بادشاہوں کو سبق لینا چاہئے۔ عرب، ایران پاکستان اور اس قسم کے تمام سلاطین کو سوچنا چاہئے کہ ان کے یہاں سادگی و پرکاری اور اعتدال پسندی کا کیا حال ہے؟

خلفائے راشدین کی سادہ زندگی کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ نے کسی میٹھی چیز کے کھانے کی خواہش ظاہر کی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے پاس کسی میٹھی چیز کے پکانے کی رقم نہیں ہے۔ مجبوری ہے۔ اس جواب کے بعد زوجہ محترمہ روزمرہ خرچ میں سے تھوڑا تھوڑا روزانہ بچایا اور اس سے گھی اور شکر کے لئے تھوڑی سی رقم بنائی۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے وہ رقم پیش ہوئی تو فرمایا یہ پیسہ کہاں سے آیا۔ انہوں نے اپنی روزمرہ کفایت شعاری ایک چنگی روزانہ کی بچت کا ذکر فرمادیا۔ آپ نے وہ رقم ان سے لے لی اور بیت المال کے خزانچی کے پاس لے جا کر کہا

" هذا الفضل عن قوتنا " اتنی رقم ہمارے خرچ سے زائد ہے اسے بیت المال میں داخل کرو اور آئندہ ایک چنگی کی مقدار ہمارے وظیفہ سے کم کر دو۔⁵⁶

مسعودی نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کھانے میں جس قدر خشونت تھی اور جس قدر موٹا جھوٹا

کھاتے تھے اسی طرح لباس بھی بے حد معمولی اور موٹے جھوٹے کپڑے کا ہوتا۔ حالانکہ ذاتی آمدنی بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کم نہ تھی۔ لیکن تواضع اور سادگی پسند تھے۔ آپ نے عہدِ خلافت میں بھی ایسے ہی موٹے اور معمولی لباس میں زندگی گزاری۔ عرب کے امراء اور یمن کے بادشاہ آپ سے ملنے آتے تو بہترین ملے، منقش سنہری بوٹیوں کی چادریں اور زرنگار تاج پہن کر آتے۔ یہ لوگ آپ کی سادگی اور معمولی لباس کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتے اور متاثر اس قدر ہوتے کہ وہی سادگی خود اختیار کر لیتے حمیر کا بادشاہ ذوالکلاع بڑے شاہانہ ٹھاٹھ باٹ سے پر تکلف لباس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ شاہی امراء کے علاوہ ایک ہزار غلام خدمت کے لئے اس کے ساتھ تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سادہ زندگی کو دیکھ کر عیش عیش کرنے لگا تمام شاہی لباس اتار کر حضرت ابو بکر رضی اللہ کے رنگ میں رنگ گیا۔⁵⁷

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی ایسا ہی حال تھا۔ ایک صاحب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دسترخوان بچھنے کے وقت عموماً رہا کرتے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کھانے میں شریک نہ ہوتے۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا کہ تم کبھی ہمارے کھانے میں شریک نہیں ہوئے اس کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا "ان طعامك خشن غلیظ" آپ کا کھانا بہت موٹا چھوٹا ہے جبکہ میں نرم ملائم غذا کا عادی ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں چاہوں تو روزانہ آرام و راحت کا کھانا لذیذ و پر تکلف غذا کھا سکتا ہوں۔ میرے لئے یہ کچھ مشکل نہیں ہے کہ بکری کا گوشت پکے اور باریک میدہ کی پتلی روٹیاں بنیں اور منقی اور گھی کا مزیدار مشروب تیار ہو۔ یہ سن کر حفص رضی اللہ عنہ نے کہا آپ لذیذ اور نفیس کھانوں سے پوری طرح واقف ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک خوب جانتا ہوں لیکن میں عیش کی زندگی گزارنا نہیں چاہتا۔⁵⁸

اسی طرح ایک اور شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے معمولی اور موٹے کھانے کی شکایت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیت المال کا اگرچہ میں مالک ہوں مگر اس کی ملکیت میری اپنی ذات کے لئے نہیں ہے۔ میری مثال ان چند مسافر ساتھیوں کی ہے جنہوں نے اپنے اپنے زادراہ کو ایک معتبر ساتھی کے سپرد کیا ہے۔ ان سب کے حسب ضرورت خرچ کرے تو کیا یہ جائز ہو گا کہ ان کے خرچ میں سے کچھ اپنے لئے بچا کر مخصوص کر لے۔ اس نے کہا نہیں اے امیر المؤمنین۔ "قال کذاک مثلی و مثلہم" فرمایا بس میری اور امت مسلمہ کی مثال یہی ہے۔⁵⁹

سفر شام سے واپسی میں ایک مقام پر ایک دہقان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعوت کر دی اور خواہش کی کہ میرے گھر تشریف لا کر کھانا کھائیں۔ پوچھا تیرے گھر میں تصاویر ہوں گی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا تم جاؤ کھانا ہمیں بھیج دینا لیکن دیکھنا ایک کھانا بھیجنا، طرح طرح کی چیزیں ہرگز نہ بھیجیں۔⁶⁰

جب سفر شام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے تو اس وقت بھی آپ کے جسم پر بارہ پوند والے کپڑے تھے اس سفر کے لئے بھی آپ نے کوئی تکلف نہیں کیا حالانکہ یہ انتہائی اہم سفر تھا۔ اور ایک ایسے حکمران کا سفر تھا جس کی سطوت و عظمت کی دھاک دور دور تک بیٹھی

ہوئی تھی۔ لیکن اسلام کے بچے خادم اور اللہ کے پاک باز بندے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس میں بھی وہی لباس زیب تن کیا جس پر بارہ پیوند تھے۔ پھر لوگوں کے بہت اصرار کے بعد آپ نے سفید ریشمی کپڑے پہنے اور ایک رومی گھوڑے پر سوار ہوئے لیکن پھر فوراً اتر پڑے اور فرمانے لگے کہ اس کے استعمال سے مجھے تکبر اور تفاخر کی بو آتی ہے۔ اللہ میری لغزش کو معاف فرمائے لاؤ میرے وہی پیوند والے کپڑے لاؤ۔ چنانچہ وہی پہن کر بطریق (پادری) کے پاس لے گئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے اہل قلعہ کو پکارا کہ امیر المؤمنین آگئے "فمد البطرك عنقه ونظر اليه فزعق زعقة وقال هذا هو الذي" یعنی آپ کو دیکھ کر بڑے پادری نے ٹھنڈی سانس لی اور کہنے لگا کہ ہماری کتابوں میں فاتح بیت المقدس کا جو حلیہ تھا وہی حلیہ اس خلیفہ کا ہے۔ اب بیت المقدس کا دروازہ کھول دو۔⁶¹ قیصر و کسریٰ کے ممالک مفتوح ہو جانے اور مشرق و مغرب اور عرب و عجم کے مطیع ہو جانے کے بعد بھی آپ پیوند والا لباس پہنتے تھے۔ اس موقع پر صحابہ کرام نے اکابر صحابہ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر وغیرہ سے عرض کیا کہ آپ لوگ اس بارے میں حضرت عمر بن خالدہ سے گفتگو کریں۔ ان حضرات نے فرمایا کہ ہماری مجال نہیں، ہاں حضرت علی بن اور گفتگو کر سکتے ہیں۔ پھر حضرت علی بن محمد نے فرمایا میری بھی ہمت نہیں۔ البتہ ازواج مطہرات میں سے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و حفصہ رضی اللہ عنہا گفتگو کر سکتی ہیں۔ جب یہ امہات ہمت کر کے پہنچیں اور فتوحات اسلام اور بیت المال کی ترقی کی تعریف کر کے کہنے لگیں "وفود العرب والعجم يردون عليك و عليك هذه الجبة رقعتها اثنتي عشرة رقعة" یعنی عرب و عجم کے وفود آتے رہتے ہیں اور آپ اسی جبہ کو پہن کر ان سے ملتے رہتے ہیں جس میں بارہ بارہ پیوند لگے ہیں۔ پس آپ ملائم اور خوبصورت کپڑا پہنیں اور اچھی طرح کھائیں پیئیں اور آنے والوں کو کھلائیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے لگے اور فرمایا آپ ام المؤمنین ہیں۔ آپ ﷺ کے کھانے اور کپڑوں کی سادگی کا حال آپ کو بخوبی معلوم ہے پھر بھی عمر رضی اللہ عنہ کو دنیا کے لذائذ کی رغبت۔۔۔ نہیں دلاتی ہیں۔ یہ کہتے ہوئے آپ کے چہرے پر رنج و تاسف کے ایسے پر سوز آثار نمایاں ہوئے کہ امہات المؤمنین خود بھی رونے لگیں۔⁶²

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بس "قوت لایموت" یعنی قریش کے ایک عام آدمی کے برابر کار و زانہ کا غلہ اور حج وغیرہ کا خرچ اور سردی گرمی کے لئے دو حلے (دو جوڑے) ہمارے لئے کافی ہیں۔⁶³

سادگی کی تعلیم:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کفایت شعاری اور سادہ زندگی گزارنے کی تعلیم و تلقین بھی فرمایا کرتے تھے۔ ایک شخص کو دیکھا کہ ایک عمدہ قمیص پہنے ہوئے ہے۔ پوچھا "بکم اخذت قمیصک" (یہ کرتا کتنے میں خریدا) اس نے جواب دیا کہ بارہ درہم میں خریدا ہے۔ فرمایا اگر کوئی چھ درہم والا کپڑا خرید لیتے تو کیا حرج ہوتا اور باقی چھ درہم تمہارے دوسرے کام آجاتے۔⁶⁴

اسی طرح کھانے پینے میں بھی کفایت شعاری کا حکم دیتے۔ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "کل من رای یشتری لحما

یومین متتابعین بضر بہ "یعنی جس کو مسلسل دو دن گوشت خریدتے دیکھتے اسے دُرے سے مارتے اور فرماتے " ہلاریت بطنک لجارک و ابن عمک " یعنی اپنے کام و دہن کی لذتوں پر اپنے ہمسایوں اور عزیز و اقارب کی خدمت کو مقدم کیوں نہیں رکھتے۔ کچھ پیسے بچا کر اپنے پڑوسیوں اور عزیزوں پر خرچ کرنا چاہیے۔⁶⁵

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے سالار لشکر کو لکھا کرتے تھے کہ سادہ زندگی اختیار کرو موٹا پہنو، موٹا کھاؤ سخت کوشی کی عادت ڈالو، دھوپ میں بیٹھو۔ گھوڑے کی پیٹھ پر کود کر سوار ہو۔⁶⁶

ایک بار حضرت عمر بنے رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادے عبداللہ کو گوشت کھاتے دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ کہا آج گوشت کھانے کو طبیعت چاہ رہی تھی پہلے تو تنبیہ فرمائی پر ارشاد فرمایا "کفی بالمرء سرفا ان یاکل کل ما اشتہا" یعنی آدمی کے سرف و فضول خرچ ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ہر وہ چیز کھایا کرے جو اس کا جی چاہے۔⁶⁷

شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرت فاروق اعظم کی سیرت میں لکھتے ہیں "وکان رضی اللہ عنہ لا یجمع فی سماطہ بین ادائین" یعنی اپنے کبھی دسترخوان پر دو قسم کا سالن جمع نہیں ہونے دیتے۔ ایک بار آپ کی صاحبزادی حضرت حفصہ نے آپ کے پاس بطور تحفہ کچھ گوشت کا سالن بھیجا اس میں روغن زیتون بھی ڈال دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ دو طرح کا سالن میں نہیں کھایا کرتا مطلب کہ گھی بھی ایک مستقل سالن ہے اور گوشت بھی ایک سالن ہے تو دو سالن کی کیا ضرورت ہے؟⁶⁸

کنبدہ پروری اقربانوازی یا خدمت عوام:

آپ ﷺ کے بعض اقارب و رشتہ دار آتے اور عہدے طلب کرتے اور مختلف علاقوں میں کام کرنے کے لئے آپ سے درخواست کرتے۔ آپ ﷺ ان کو کوئی عہدہ نہیں دیتے اور کہتے "ان الصدقہ لا تحل لمحمد ولا لال محمد صلی اللہ علیہ وسلم" (یعنی صدقہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لیے حلال نہیں)⁶⁹ یہ بے نفسی اور خدا پرستی کی کیسی عجیب مثال ہے۔ دوسروں کے حق میں یہ فیاضی اور اپنے آل و اولاد کے لئے فقر و غربی کو ترجیح دینا پیغمبری کی شان ہے۔

خلاصہ:

آج کرہ ارض پر موجود تمام انسان اخلاقی گراوٹ، بد حالی بے سکونی اور بد امنی کا شکار ہیں۔ ان میں ایک اللہ کو ماننے والے بھی ہیں اور عقیدہ تثلیث پر یقین رکھنے والے بھی۔ بتوں کے پیروکار بھی اسی فہرست میں شامل ہیں جب کہ الحاد و تشکیک کے شکار لوگ بھی آفات میں مبتلا ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ عقائد میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ فرق رکھنے والے لوگوں کے حالات ایک جیسے کیوں ہیں؟ خصوصاً وہ لوگ جن کے پاس اللہ رب العزت کا قرآن اور اس کے نبی ٹیم کا فرمان زندگی کی مشکلات آسان کرنے کے لیے موجود ہے کم از کم ان کے لئے تو پریشانیوں نہیں ہونی چاہئیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آج کا مسلمان سب سے زیادہ ذلیل و رسوا ہے۔ امت مسلمہ القدس الشریف جس کو حضرت عمر

فاروق پیڑھے نے مسلمانوں کی سلطنت میں داخل کیا تھا سے محروم ہو چکی ہے۔ اور القدس الشریف کو یہودیوں کے قبضہ سے واگزار کرانا فی الوقت بظاہر بعید از امکان نظر آتا ہے۔

آج کا مسلمان بری طرح افتراق و انتشار کا شکار ہو چکا ہے۔ کبھی ان مسلمانوں کا مرکز مدینہ ہوا کرتا تھا۔ آج ہر خطے کے مسلمان کا اپنا علیحدہ مرکز ہے۔ گویا مسلمان مرکزیت سے محروم ہو چکے ہیں۔ ہمیں غیر مسلموں کے دکھوں، تکلیفوں کے اسباب جاننے سے غرض نہیں۔ ہمیں تو صرف محمد عربی تعلیم کے نام لیواؤں سے غرض ہے کہ ان کی مشکلات اور ان کے مصائب کس طرح ختم ہو سکتے ہیں؟ وہ کون سا راستہ ہے جس پر چلنے سے مسلمان ایک بار پھر اپنے اسلاف کی گم شدہ روایات کو پا سکتے ہیں؟ ایامِ خلافتِ راشدہ تاریخِ اسلام کے اس سنہری دور کی عکاسی کرتی ہے کہ آج صدیاں گزر جانے کے باوجود انسانی تاریخ اس دور کی کوئی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس کتاب میں امتِ مسلمہ کو جو درس دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ اگر آج بھی مسلمان حکمران اس طرزِ حکمرانی کو اپنالیں جس کے مطابق خلفائے راشدین خلافت کے فریضے سے عمدہ بر آہوئے تو کوئی وجہ نہیں کہ عام مسلمان کی زندگی میں راحت و سکون کا دور دورہ ہو جائے۔ اگر آج ہمارے حکمران اس بات کا احساس کر لیں کہ وہ جس منصب پر فائز ہیں وہ منصب ان سے کس بات کا متقاضی ہے تو یقیناً امن و چین کا وہ زمانہ ایک بار پھر واپس آ سکتا ہے اور مسلمان ایک بار پھر اس دنیا میں سر بلند ہو سکتے ہیں۔ خلفائے راشدین کس درجہ احساسِ ذمہ داری سے سرشار تھے، کہ سخت گرمیوں کے دوران چلچلاتی ہوئی دھوپ میں حضرت عمر فاروق پیڑھے بیت المال کے گمشدہ اونٹ کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ حضرت عثمان دور سے دیکھتے ہیں تو متعجب ہوتے ہیں کہ اتنی شدید گرمی میں یہ کون ہے جو ہوں پھر رہا ہے۔ قریب آنے پر وہ امیر المومنین کو دکھ کر حیران و ششدر ہو جاتے ہیں اور ان کی حیرانی میں اس وقت اضافہ ہو جاتا ہے جب ان کو پتہ چلتا ہے کہ امیر المومنین بیت المال کے ایک اونٹ کی تلاش میں پریشان ہیں۔ جب کہ ہمارے حکمران عالی شان بنگلوں کے منہ بستہ کمروں میں بیٹھ کر قوم کا خزانہ لوٹے اور اپنے اقتدار کو طول دینے کے منصب بناتے رہتے

خلفائے راشدین کے احساسِ ذمہ داری کا ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیں کہ جب حضرت عمر دیا اور شام کے سفر میں تھے۔ راستے میں ایک خستہ حال بڑھیالی۔ امیر المومنین کی شکوہ کناں تھی۔ حضرت عمر پہلے اس بڑھیالی سے کہا کیا تم نے امیر المومنین کو اپنی اس حالت کی خبر دی ہے؟ اس بڑھیالی نے جواب میں کہا کہ اگر عمر کو میرے حال کا پتہ نہیں تو اسے خلیفہ بننے کا کیا حق ہے؟ میں کیوں اس کے پاس جاؤں؟ خلیفہ وہ ہے، اس کا یہ فرض ہے کہ رعایا کا حال اس کے علم میں ہو۔ حضرت عمری الجھ اس بوڑھی عورت کی یہ بات سن کر رونے لگ گئے اور اس عورت سے معذرت کے طلب گار ہوئے۔ ان اسلاف کا اپنی رعایا کے جان و مال کے بارے میں یہ حساس رویہ اس کی وجہ سے صرف اور صرف یہی ہے کہ ان کی نظر میں آخرت کی گرمی کے مقابلے میں دنیا کی گرمی کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ ان کے دلوں میں روزِ آخرت کو جواب وہی کا خوف تھا۔

اب ذرا سوچئے! آج امتِ مسلمہ اپنے ظالم حکمرانوں کے ہاتھوں مجبور و مقہور ہے، کل قیامت کے دن یہ حکمران کس منہ سے اپنے رب کے

ہاں حاضر ہوں گے جب یہ اعلان ہوگا کہ آج کے دن کس کی بادشاہی ہے؟ اور اللہ رب العزت جواب میں خود ہی فرمائیں گے کہ ایک اللہ کے لیے بادشاہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ انہیں سیدھی راہ پر چلائے۔ ان کے دلوں میں رعایا کی ہمدردی و غم خواری، امانت و دیانت اور منصب امارت کز مہ داریوں کا احساس پیدا فرمائے۔

مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری کا تعلق نیپال سے ہے۔ آپ وہاں جامعہ سراج العلوم کے متہم ہیں۔ اس کے علاوہ طویل عرصہ سے، رابطہ عالم اسلامی کے رکن چلے آ رہے ہیں۔ پیرانہ سالی کے باوجود اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لیے وقف کیے ہوئے ہیں۔ آپ کی یہ کتاب خلافتِ راشدہ کی باقاعدہ تاریخ نہیں بلکہ خلافتِ راشدہ کے ایک پہلو یعنی سماجی بہبود، عدل و انصاف اور فلاح انسانیت کے حوالے سے ہے۔ حضرت مولانا نے دس سال کی محنت شاقہ کے بعد اس مجموعے کو ترتیب دیا ہے۔ ایک ایک لفظ سے مطالعے کی وسعت و وسعت ظاہر ہو رہی ہے۔ ہم مولانا عبدالرؤف رحمانی صاحب کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہمیں اپنی تالیفات کی اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کی اشاعت کو مولف کتاب ناشر اور قارئین کے لئے خیر و برکت کا سبب بنائے۔ (آمین)

حوالہ جات:

- 1: شاہ معین الدین احمد ندوی، خلفائے راشدین سیر الصحابہ کے حصہ مہاجرین ج ۱/ص ۱، طبع، ۱۹۸۷ء، ناشر، ادارہ اسلامیات لاہور۔
- 2: سلیمان بن اشعث، ابوداؤد بروایت، عن ابی سعید خدری، باب فضائل و آداب، سفر کے آداب و احکام۔
- 3: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ، مسند احمد، بروایت عبداللہ ابن عمر، باب فضائل و آداب، سفر کے آداب و احکام، طبع، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔
- 4: ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ، السیاسة الشریعہ، (حکمران بیورو کریسی عوام) ص ۷۷، طبع، لاہور۔
- 5: علاء الدین علی متقی بن حسان الدین، کنز العمال، ج ۳/ص ۲۹، طبع، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند۔
- 6: سورہ آل عمران، آیت، ۱۵۹۔
- 7: ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ، السیاسة الشریعہ، (حکمران بیورو کریسی عوام) ص ۷۷، طبع، لاہور۔
- 8: ابن قیم الجوزی، اشرف مشاہیر الاسلام، ج ۱/ص ۵۷، و اعلام الموقعین، مکتبہ، قدوسیہ لاہور۔
- 9: علاء الدین علی متقی بن حسان الدین، کنز العمال، ج ۳/ص ۱۳۴، طبع، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند۔
- 10: جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ، تاریخ الخلفاء للسیوطی، ص ۵۲، طبع، لاہور، محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، ص ۲۲۱، طبع، نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی، ابن قیم الجوزی رحمہ اللہ علیہ، و اشرف مشاہیر الاسلام، ج ۲/ص ۴۵۱، طبع، مکتبہ قدوسیہ لاہور۔
- 11: جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ، تاریخ الخلفاء للسیوطی، ص ۵۴، طبع، لاہور، محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، ج ۳/ص ۲۲۱، طبع، نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی۔
- 12: سورہ ص، آیت، ۲۶۔
- 13: امام ابوالحسن علی بن محمد حبیب البصری، البغدادی الماوردی، احکام السلطانیہ، ص ۱۶، طبع، جامعہ عثمانیہ، دکن، عبدالرؤف رحمانی، ایام خلافت، ص ۴۴، طبع مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور۔
- 14: حافظ عماد الدین ابن کثیر، تاریخ ابن کثیر ترجمہ، البدایہ والنہایہ ج ۶/ص ۳۰۲، طبع، لاہور۔

- 15: ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری سنی، الامت والسیاست، ج ۱/ص ۴۸، طبع، اردو بازار لاہور۔
- 16: عبدالرؤف رحمانی، خلافت راشدہ، طبع، مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور، ص ۴۶۔
- 17: الحسن علی بن حسن بن علی المسعودی، مروج الذهب ومعادن الجوهر، ص ۱۹۳، طبع، بیروت، لبنان۔
- 18: حافظ عماد الدین ابن کثیر، تاریخ ابن کثیر ترجمہ، البدایہ والنہایہ ج ۹/ص ۲۱۲، طبع، لاہور۔
- 19: حافظ عماد الدین ابن کثیر، تاریخ ابن کثیر ترجمہ، البدایہ والنہایہ ج ۹/ص ۲۱۳، طبع، لاہور۔
- 20: ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری سنی، الامت والسیاست، ج ۱/ص ۱۹، طبع، اردو بازار لاہور۔ ابن قیم الجوزی، اثر مشاہیر الاسلام، ج ۱/ص ۱۷۳، مکتبہ، قدوسیہ لاہور، محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، ج ۳/ص ۱۳۹، طبع، نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی۔
- 21: عبدالرحمن بن جوزی، سیرت عمر بن الخطاب، ص ۴۷، طبع، اردو بازار لاہور، ابن قیم الجوزی، اثر مشاہیر الاسلام، ج ۱/ص ۹۴، مکتبہ، قدوسیہ لاہور۔
- 22: مالک بن انس، الموطاء، ج ۱/ص ۳۷۸، طبع، اردو بازار لاہور۔
- 23: احمد بن یحییٰ بن جابر داؤد البلاذری، صدیق اکبر، ص ۴۲۹ بحوالہ فتوح البلدان ۱۳، طبع، مکتبہ الہلال بیروت۔
- 24: ابو عبید القاسم بن سلام، کتاب الامول، ص ۲۰۵، طبع، تحقیقات ادارہ اسلام آباد۔
- 25: محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، ج ۳/ص ۱۳، طبع، نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی۔
- 26: سیف اللہ خالد، سیرت حضرت عمر رضی اللہ عنہ، ص ۱۳۰، طبع، لاہور، جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، تاریخ خلفاء السیوطی، ص ۲۸، طبع، لاہور، ابی زکریا محی الدین بن شرف النووی، تہذیب السماء، ج ۲/ص ۶، طبع، بیروت لبنان۔
- 27: علاء الدین علی متقی بن حسان الدین، کنز العمال، ج ۵/ص ۱۵، طبع، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند۔
- 28: ابی زکریا محی الدین بن شرف النووی، تہذیب السماء، ج ۲/ص ۱۰، طبع، بیروت لبنان۔
- 29: عبدالرحمن بن جوزی، سیرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ص ۱۱۴، طبع، اردو بازار لاہور۔
- 30: جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، تاریخ خلفاء السیوطی، ص ۹۴، طبع، لاہور۔
- 31: جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، تاریخ خلفاء السیوطی، ص ۶۹، طبع، لاہور۔
- 32: محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، ابواب الجبرت پ، ۱۵، طبع، لاہور۔
- 33: سیف اللہ خالد، سیرت حضرت عمر رضی اللہ عنہ، ص ۹، طبع، لاہور۔
- 34: ابو عبید القاسم بن سلام، کتاب الامول، ص ۲۶۰، طبع، تحقیقات ادارہ اسلام آباد۔ علاء الدین علی متقی بن حسان الدین، کنز العمال، ج ۵/ص ۴۲۴، طبع، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند۔ سیف اللہ خالد، سیرت حضرت عمر رضی اللہ عنہ، ص ۱۳۷، طبع، لاہور۔
- 35: علاء الدین علی متقی بن حسان الدین، کنز العمال، ج ۵/ص ۴۲۴، طبع، کتب خانہ نعیمیہ دیوبندی۔ عبدالرحمن بن جوزی، سیرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ص ۹۴، طبع، اردو بازار لاہور۔
- 36: علاء الدین علی متقی بن حسان الدین، کنز العمال، ج ۴/ص ۳۸۴، طبع، کتب خانہ نعیمیہ دیوبندی۔
- 37: علاء الدین علی متقی بن حسان الدین، کنز العمال، ج ۵/ص ۴۲۴، طبع، کتب خانہ نعیمیہ دیوبندی۔
- 38: ابن حجر و عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، الاصابہ ج ۳/ص ۳۴۶، طبع، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔ عبدالرحمن بن جوزی، سیرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ص ۴۸، طبع، اردو بازار لاہور۔

- 39: امام اسحاق ابراہیم بن موسیٰ بن محمد اللخمی الشاطبی الغرناطی رحمہ اللہ علیہ، الاعتصام، ج ۳/۱ ص ۱۱۳، طبع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔
- 40: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ، المسند، ج ۱/۱ ص ۸۸، طبع، بیروت۔
- 41: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ، المسند، ج ۱/۱ ص ۴۳، طبع، بیروت۔
- 42: عمرو یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبررات، الاستیعاب، ج ۲/۲ ص ۴۱۵، طبع، العرب اسلامیہ۔
- 43: علاء الدین علی متقی بن حسان الدین، کنز العمال، ج ۴/۱ ص ۴۲۲، طبع، کتب خانہ نعیمیہ دیوبندی۔ عبدالرحمن بن جوزی، سیرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ص ۳۸، طبع، اردو بازار لاہور، امام محمد بن غزالی شافعی رحمہ اللہ علیہ، احیاء العلوم، ج ۲/۲ ص ۹۷، طبع، مکتبہ المدینہ، دعوت اسلامی۔
- 44: تقی الدین محمد الفاسی رحمہ اللہ علیہ، شفاء العزائم باخبار البلد الحرام، ج ۲/۲ ص ۳۶۳، طبع، البیروت۔
- 45: امام محمد بن غزالی شافعی رحمہ اللہ علیہ، احیاء العلوم، ج ۲/۲ ص ۹۷، طبع، مکتبہ المدینہ، دعوت اسلامی، عبدالرحمن بن جوزی، سیرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ص ۳۸، طبع، اردو بازار لاہور۔
- 46: علاء الدین علی متقی بن حسان الدین، کنز العمال، ج ۳/۳ ص ۳۸۹، طبع، کتب خانہ نعیمیہ دیوبندی۔
- 47: ابن قیم الجوزی رحمہ اللہ علیہ، واشهر مشاہیر الاسلام، ج ۱/۱ ص ۴۲۳، طبع، مکتبہ قدوسیہ لاہور۔
- 48: ابی جعفر محمد بن جریر الطبری رحمہ اللہ علیہ، تاریخ طبری، ص ۱۹۵۳، طبع، نفیس اکیڈمی کراچی۔
- 49: ابن عساکر، قسم ترجمہ علی بن ابی طالب، ج ۳/۱۸۹۔
- 50: ابن عساکر، قسم ترجمہ علی بن ابی طالب، ج ۳/۱۸۹۔
- 51: محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، ج ۵/۵ ص ۲۹۵، طبع، نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی، عبدالرحمن بن جوزی، سیرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ص ۱۳۴، طبع، اردو بازار لاہور۔
- 52: عبدالرحمن بن جوزی، سیرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ص ۴۴، طبع، اردو بازار لاہور۔
- 53: عبدالرحمن بن جوزی، سیرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ص ۵۲، طبع، اردو بازار لاہور۔
- 54: مالک بن انس، الموطاء، ج ۲/۲ ص ۱۵، طبع، اردو بازار لاہور۔
- 55: محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ علیہ، ۲۶۲۸، ایپ ۳۶۰۔
- 56: ابن قیم الجوزی رحمہ اللہ علیہ، واشهر مشاہیر الاسلام، ج ۱/۱ ص ۹۳، طبع، مکتبہ قدوسیہ لاہور۔
- 57: ابی الحسن علی بن الحسن بن علی المسعودی، مروج الذهب، ج ۲/۲ ص ۳۵۵، طبع، بیروت۔
- 58: علاء الدین علی متقی بن حسان الدین، کنز العمال، ج ۴/۱ ص ۴۰۲، طبع، کتب خانہ نعیمیہ دیوبندی، محمد ابن سعد الشحرانی بغدادی رحمہ اللہ علیہ، طبقات کبری، ج ۱/۱ ص ۱۶، طبع، لاہور، عبدالرحمن بن جوزی، سیرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ص ۱۹، طبع، اردو بازار لاہور۔
- 59: علاء الدین علی متقی بن حسان الدین، کنز العمال، ج ۲/۲ ص ۴۰۲، طبع، کتب خانہ نعیمیہ دیوبندی، عبدالرحمن بن جوزی، سیرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ص ۸۹، طبع، اردو بازار لاہور، ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ، السیاسة الشریعہ، (حکمران پور و کرسی عوام) ص ۱۳، طبع، لاہور۔
- 60: علاء الدین علی متقی بن حسان الدین، کنز العمال، ج ۲/۲ ص ۴۰۵، طبع، کتب خانہ نعیمیہ دیوبندی۔
- 61: شہاب الدین محمد بن احمد ابی الفتح العیسیٰ الحللی، المستطرف فی فن: ثمرات الادراک فی المحاضرات، (علی حاشیہ المستطرف) ج ۲/۱ ص ۱۸، طبع، العرب اسلامیہ۔
- 62: امام محمد بن غزالی شافعی رحمہ اللہ علیہ، احیاء العلوم، ج ۴/۱ ص ۲۲۶، طبع، مکتبہ المدینہ، علاء الدین علی متقی بن حسان الدین، کنز العمال، ج ۴/۱ ص ۳۱، طبع، کتب خانہ نعیمیہ دیوبندی،

- سیرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ص ۱۲۳، طبع، اردو بازار لاہور، ابن تیم الجوزی رحمہ اللہ علیہ، واشعر مشاہیر الاسلام، ج ۱، ص ۲۲۷، طبع، مکتبہ قدوسیہ لاہور۔
- 63: محمد ابن سعد الشعمانی بغدادی رحمہ اللہ علیہ، طبقات کبری، ج ۳/ص ۹۸، طبع، لاہور، جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ، تاریخ الخلفاء للسیوطی، ص ۱۸، طبع، لاہور، سیرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ص ۸۱، طبع، اردو بازار لاہور، امام محمد بن غزالی شافعی رحمہ اللہ علیہ، احیاء العلوم، ج ۳/ص ۲۳۴، طبع، مکتبہ المدینہ۔
- 64: علاء الدین علی متقی بن حسان الدین، کنز العمال، ج ۱/ص ۴۲۶، طبع، کتب خانہ نعیمیہ دیوبندی۔
- 65: محمد ابن سعد الشعمانی بغدادی رحمہ اللہ علیہ، طبقات کبری، ج ۱/ص ۱۲، طبع، لاہور، مالک بن انس، الموطاء، ج ۲/ص ۱۵۷، طبع، اردو بازار لاہور۔
- 66: قیلفر دما دیون، انساب الاشراف البلاذری، بحوالہ حضرت عمر کے سرکاری خطوط، ص ۲۳۳، طبع، بیروت۔
- 67: علاء الدین علی متقی بن حسان الدین، کنز العمال، ج ۳/ص ۴۰، طبع، کتب خانہ نعیمیہ دیوبندی۔
- 68: محمد ابن سعد الشعمانی بغدادی رحمہ اللہ علیہ، طبقات کبری، ج ۱/ص ۱۶، طبع، لاہور، علاء الدین علی متقی بن حسان الدین، کنز العمال، ج ۳/ص ۴۰، طبع، کتب خانہ نعیمیہ دیوبندی، جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ، تاریخ الخلفاء للسیوطی، ص ۲۹، طبع، لاہور، ابی زکریا محی الدین بن شرف النووی، تہذیب السماء، ج ۲/ص ۶، طبع، بیروت لبنان۔
- 69: ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ، السياسة الشرعية فی اصلاح الراعی والرعیۃ، ص ۶۴، طبع، لاہور۔

References

1. Shah Moin-ud-Din Ahmad Nadwi, Khalafa-e-Rashideen Sira al-Sahaba, Vol. 1, p. 1, 1987-1407 AH, Publisher, Institute of Islamic Studies, Lahore.
2. Suleiman ibn Ash'ath, Abu Dawud, Abu Sa'id al-Khudri, Bab, Virtues and Manners, Manners and Rulings of Travel.
3. Imam Ahmad bin Hanbal(RA), Musnad Ahmad, Narrated by Abdullah ibn 'Umar, Bab, Virtues and Manners, Manners and Rulings of Travel, Maktaba Rahmania, Lahore.
4. Ibn Taymiyah (may Allah have mercy on him), Al-Siya saat al-shari'ah, (Ruling Bureaucracy of the People), p. 77, Lahore.
5. Ala-ud-Din Ali Muttaqi bin Hasan-ud-Din, Kanz-ul-Amal, vol. 3, p. 29, Kitab Khana Naemia Deoband.
6. Surah Al-Imran, Verse 159.
7. Ibn Taymiyyah (may Allah have mercy on him), Al-Siya saat al-shari'ah, (Ruling Bureaucracy of the People), p. 175, Lahore.
8. Ibn Qayyim al-Jawzi, Usher Mushahir al-Islam, vol. 1, p. 57, and A'lam al-Muqaddin, Maktaba, Quddusia, Lahore.
9. Ala-ud-Din Ali Mutaqi bin Hasan-ud-Din, Kanz-ul-Amal, vol. 3, p. 134, Kitab Khana Naemia Deoband.
10. Jalal-ud-Din Sayuti(May Allah have mercy on him), Tarikh-ul-Khilafah al-Siyuti, p. 52, Lahore, Muhammad bin Sa'd, Tabaqat Ibn Sa'd, p. 221, Nafis Academy Urdu Bazaar, Karachi, Ibn Qayyim al-Jawzi, and Ashhar Mushahir-ul-Islam, vol. 2, p. 451, Maktaba Quddusia, Lahore.
11. Jalal-ud-Din Sayoti(May Allah have mercy on him), Tarikh-ul-Khilafah al-Siyuti, p. 54, Lahore, Muhammad bin Sa'd, Tabaqat Ibn Sa'd, vol. 3, p. 221, Nafees Academy Urdu Bazaar, Karachi.
12. Surah Al-Saud, verse 26.
13. Imam Abu l-Hasan Ali bin Muhammad Habib al-Basri, al-Baghdadi al-Mawardi, Ahkam al-Sultaniyya, p. 16, University of Osmania, Deccan, Abdul Rauf Rahmani, Days of Khilafat, p. 44, Maktaba Quddusia Urdu Bazaar, Lahore.
14. Hafiz Umaydeen Ibn Kathir, Tarikh Ibn Kathir Translation, Al-Badayah wal-Nihaya, vol. 6, p. 302, Lahore.
15. Abu Muhammad Abdullah bin Muslim bin Qutayba Dinwari Sunni, Al-Imamate wal-Siasat, vol. 1, p. 48, Urdu Bazaar, Lahore.
16. Abdul Rauf Rahmani, Khilafat Rashida, Maktaba Quddusia Urdu Bazaar, Lahore, p. 46.

17. Al-Hasan 'Ali b. Hasan b. 'Ali al-Mas'udi, Marwaj al-Dhahab wa Ma'adin al-Jauhar, p. 193, Beirut, Lebanon.
18. Hafiz Umaydeen Ibn Kathir, Tarikh Ibn Kathir translation, al-Badayah wa'l-Nihaya, vol. 9, p. 212, Lahore.
19. Hafiz Umaydeen Ibn Kathir, Tarikh Ibn Kathir Translation, Al-Badayah wal-Nihaya, vol. 9, p. 213, Lahore.
20. Abu Muhammad Abdullah bin Muslim bin Qutayba Dinwari Sunni, Al-Imamate wal-Siasat, vol. 1, p. 19, Urdu Bazaar, Lahore. Ibn Qayyim al-Jawzi, Usher Mushahir-ul-Islam, vol. 1, p. 173, Maktaba, Quddusia, Lahore, Muhammad bin Sa'd, Tabaqat Ibn Sa'd, vol. 3, p. 139, Nafees Academy Urdu Bazaar, Karachi.
21. Abdul Rahman bin Jawzi, Sirat Umar bin al-Khattab, p. 47, Urdu Bazaar, Lahore, Ibn Qayyim al-Jawzi, Usher Mushahir-ul-Islam, vol. 1, p. 94, Maktaba, Quddusia, Lahore.
22. Malik bin Anas, Al-Muta' vol. 1, p. 378, Urdu Bazaar, Lahore.
23. Ahmad bin Yahya bin Jaber Daud al-Baladhari, Siddiq Akbar, p. 429, Fatuh al-Baldan 13, Maktaba al-Hilal, Beirut.
24. Abu Ubaid al-Qasim bin Salam, Kitab-ul-Amol, p. 205, Institute of Investigation, Islamabad.
25. Muhammad bin Sa'd, Tabaqat Ibn Sa'd, vol. 3, p. 13, Nafees Academy Urdu Bazaar, Karachi.
26. Saifullah Khalid, Sirat Hazrat Umar (RA), p.130 , Lahore, Jalal-ud-Din Sayyuti (MAY Allah be pleased with him), Tarikh-ul-Khilafah al-Siyuti, p.28, Lahore, Abi Zakaria Mohi-ud-Din bin Sharaf al-Nawawi, Tahzeeb al-Sama, vol. 2, p. 6, Beirut, Lebanon.
27. Ala-ud-Din Ali Muttaqi bin Hasan-ud-Din, Kanz-ul-Amal, vol. 5, p. 15, Kitab Khana Naeemia Deoband.
28. Abu Zakariya Mohi-ud-Din bin Sharaf al-Nawawi, Tahrib al-Sama, vol. 2, p. 10, Beirut, Lebanon.
29. Abd al-Rahmaan ibn Al-Jawzi, Sirat 'Umar ibn Al-Khattab, p. 114, Urdu Bazar, Lahore.
30. Jalal-ud-Din Sayuti (may Allah be pleased with him), Tarikh-ul-Khilafah al-Siyuti, p. 94, Lahore.
31. Jalal-ud-Din Sayuti (may Allah have mercy on him), Tarikh-ul-Khilafah al-Siyuti, p. 69, Lahore.
32. Muhammad bin Isma'il, Sahih Al-Bukhaari, Abu'ab al-Hijrat, 15, Lahore.
33. Saifullah Khalid, Sirat Hazrat Umar (RA), p. 9, Lahore.
34. Abu Ubaid al-Qasim bin Salam, Kitab-ul-Amol, p. 260, Institute of Investigation, Islamabad. Ala-ud-Din Ali Muttaqi bin Hasan-ud-Din, Kanz al-Amal, vol. 5, p. 424, Kitab Khana Naeemia Deoband. Saifullah Khalid, Sirat Hazrat Umar (RA), p. 137, Lahore.
35. Ala-ud-Din Ali Muttaqi bin Hasan-ud-Din, Kanz al-Amal, vol. 5, p. 424, Kitab Khana Naeemia Deobandi. 'Abd al-Rahman ibn Al-Jawzi, Sirat 'Umar ibn Al-Khattab, p. 94, Urdu Bazar, Lahore.
36. Ala-ud-Din Ali Mutaqi bin Hasan-ud-Din, Kanz al-Amal, vol. 4, p. 384, Kitab Khana Naeemia Deobandi.
37. Ala-ud-Din Ali Muttaqi bin Hasan-ud-Din, Kanz al-Amal, vol. 5, p. 422, Kitab Khana Naeemia Deobandi.
38. Ibn Hajar wa Asqalani (may Allah have mercy on him), al-Isaba, vol. 3, p. 3461, Maktaba Rahmania, Lahore. 'Abd al-Rahman ibn Al-Jawzi, Sirat 'Umar ibn Al-Khattab, p. 48, Urdu Bazar, Lahore.
39. Imam Ishaq Ibrahim bin Musa bin Muhammad al-Lakhmi al-Sha'tabi al-Gharnati (may Allaah have mercy on him), vol. 3, p. 113, Dar-ul-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, Lebanon.
40. Imam Ahmad ibn Hanbal (may Allah have mercy on him), Al-Musnad, vol. 1, p. 88, Beirut.
41. Imam Ahmad ibn Hanbal (may Allah have mercy on him), al-Musnad, vol. 1, p. 43, Beirut.
42. 'Umar Yusuf b. 'Abd Allah b. Muhammad b. 'Abd al-Barat, al-Isti'ab, vol. 2, p. 415.
43. Ala-ud-Din Ali Mutaqi bin Hasan al-Din, Kanz al-Amal, vol. 4, p. 422, Kitab Khana Naeemia Deobandi. 'Abd al-Rahman ibn Al-Jawzi, Sirat 'Umar ibn Al-Khattab, p. 38, Urdu Baza, Lahore, Imam Muhammad bin Ghazali Shafi'i, Vol. 2, p. 97, Maktaba al-Madinah, Dawat-e-Islami.
44. Taqi al-Din Muhammad al-Fasi (may Allah have mercy on him), Shifa al-'Azzam, vol. 2, p. 364.
45. Imam Muhammad bin Ghazali Shafi'i(ra), Ahiya-ul-Ulum, vol. 2, p. 97, Maktaba al-Madinah, Dawat-
 = Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization, Vol. IV, No. 3 (July - Sep 2023) =

- e-Islami, 'Abd al-Rahman bin Jawzi, Sirat 'Umar ibn Al-Khattab, p. 138, Urdu Baja, Lahore.
46. Ala-ud-Din Ali Mutaqi bin Hasan-ud-Din, Kanz al-Amal, vol. 3, p. 389, Kitab Khana Naeemia Deobandi.
47. Ibn Qayyim al-Jawzi (may Allaah have mercy on him), Vol. 1, p. 423, Maktaba Quddusia, Lahore.
48. Abu Ja'far Muhammad bin Jarir al-Tabari(May Allah have mercy on him), Tarikh-e-Tabari, p. 1953, Nafees Academy, Karachi.
49. Ibn 'Asakir, Vol. 3/189.
50. Ibn 'Asakir, By Translation of 'Ali ibn Abi Talib, vol. 3/189.
51. Muhammad bin Sa'd, Tabaqat Ibn Sa'd, vol. 5, p. 295, Nafees Academy Urdu Bazaar, Karachi, Abdul Rahman bin Jozi, Sirat Umar bin Khattab, p. 134, Urdu Bazar, Lahore.
52. 'Abd al-Rahman ibn Al-Jawzi, Sirat 'Umar ibn Al-Khattab, p. 44, Urdu Bazar, Lahore.
53. 'Abd al-Rahman ibn Al-Jawzi, Sirat 'Umar ibn Al-Khattab, p. 52, Urdu Bazar, Lahore.
54. Malik bin Anas, Al-Muta' vol. 2, p. 15, Urdu Bazaar, Lahore.
55. Muhammad ibn Isma'il Al-Bukhaari (may Allah have mercy on him), 2628, app. 360.
56. Ibn Qayyim al-Jawzi (may Allaah have mercy on him), Vol. 1, p. 93, Maktaba Quddusia, Lahore.
57. Abu l-Hasan 'Ali b. al-Husayn b. 'Ali al-Mas'udi, Vol. 2, p. 355, Beirut.
58. Ala-ud-Din Ali Muttaqi bin Hasan al-Din, Kanz al-Amal, vol. 4, p. 402, Kitab Khana Naeemia Deobandi, Muhammad Ibn Sa'd al-Shayrani Baghdadi, Tabaqat-e-Kubri, vol. 1, p. 16, Lahore, Abdul Rahman bin Jawzi, Sirat Umar bin Khattab, p. 19, Urdu Bazar, Lahore.
59. Alaa-ud-Din Ali Muttaqi bin Hasan al-Din, Kanz al-Amal, vol. 2, p. 402, Kitab Khana Naeemia Deobandi, Abdur Rahman bin Jozi, Sirat Umar bin Khattab, p. 89, Urdu Baja Lahore, Ibn Taymiyah, Al-Siya Saat al-Shari'ah, (Ruling Bureaucracy, People), p. 13, Lahore.
60. Ala-ud-Din Ali Muttaqi bin Hasan-ud-Din, Kanz al-Amal, vol. 4, p. 45, Kitab Khana Naeemia Deobandi.
61. Shahab al-Din Muhammad ibn Ahmad Abi al-Fath al-'Abshi al-Mahali, al-Mustafar fi Fin: Samarat al-Waraq fi al-Muhajirat, vol. 2, p. 18, Al-Arab Islam.
62. Imam Muhammad bin Ghazali Shafi'i(May Allah be pleased with him), Vol. 4, p. 226, Maktaba al-Madinah, Alaa-ud-Din Ali Muttaqi bin Hasan-ud-Din, Kanz al-Amal, Vol. 4, p. 31, Kitab Khana Naeemia Deobandi, Sirat Umar bin Khattab, p. 123. 227, Maktaba Quddusia, Lahore.
63. Muhammad Ibn Sa'd al-Sha'rani Baghdadi, Tabaqat-e-Kubri, Vol. 3, p. 98, Lahore, Jalal-ud-Din Sayuti, Tarikh-ul-Khilafah, p. 18, Lahore, Sirat Umar bin Khattab, p. 81, Urdu Baja Lahore, Imam Muhammad bin Ghazali Shafi'i,Ahiya-ul-Ulum, Vol. 3/ P. 234, Maktaba al-Madinah.
64. Ala-ud-Din Ali Muttaqi bin Hasan-ud-Din, Kanz al-Amal, vol. 1, p. 426, Kitab Khana Naeemia Deobandi.
65. Muhammad Ibn Sa'd al-Sha'rani Baghdadi(may Allah have mercy on him), Tabaqat-e-Kubri, vol. 1, p. 12, Lahore, Malik bin Anas, al-Mu'ta' vol. 2, p. 157, Urdu Bazaar, Lahore.
66. Qilfar da Madilung, Ansab al-Ashrat al-Balazari, official letters of Hazrat Umar, p. 233, Beirut.
67. Ala-ud-Din Ali Mutaqi bin Hasan-ud-Din, Kanz al-Amal, vol. 4, p. 40, Kitab Khana Naeemia Deobandi.
68. Muhammad Ibn Sa'd al-Sha'rani Baghdadi, Tabaqat-e-Kubri, vol. 1, p. 16, Lahore, Ala-ud-Din Ali Muttaqi bin Hasan-ud-Din, Kanz al-Amal, vol. 4, p. 404, Kitab Khana Naeemia Deobandi, Jalal-ud-Din Sayuti, Tarikh-ul-Khilafah al-Siyuti, p. 29, Published, Lahore, Abi Zakariya Mohi-ud-Din bin Sharaf al-Nawawi, Vol. 2, Tehzeeb al-Sama'6, Beirut, Lebanon.
69. Ibn Taymiyyah(may Allah have mercy on him), Al-Siyasta al-Shari'ah fi Islah al-Ra'i wa'l-Ra'iyah, p. 64, Lahore.